ائمہ اربعہ کے اصول سے تحت احادیث اور اقوال محدثین رحمہم اللہ

محدثین کرام کے اقوال فقہی مخطوطات کے عکس سے مزین

الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں

مؤلف

فیصل خان رضوی

راولپنڈی

دار التحقیق فاؤنڈیشن

115

حضرت ھلب الطائیؓ کی روایت کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی غیر مقلد اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۱۴ و ۳۷ پر سینے پر ہاتھ باندھنے کے موقف پر حضرت ھلبؓ کی حدیث بطور دلیل لائے ہیں۔

حَدَّثَنَا يحيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سِمَاكٌ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :" رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَرَأَيْتُهُ، قَالَ، يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ" وَصَفَّ يحيَى :الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصَلِ۔

(مسند احمد ۳۶/ ۲۹۹، وتحقیق لا بن جوزی ۱/ ۳۳۸ رقم ۴۳۴)

ترجمہ۔حضرت ھلب الطائیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز سے فارغ ہو کر) دائیں اور بائیں (دونوں) طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔یحییٰ (القطان راوی) نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر (عملاً) بتایا۔

جواب نمبر ۱۔

غیر مقلد صاحب نے اس حدیث کے ترجمہ کیا اور لفظ "ھَذِہٖ" کا ترجمہ دونوں ہاتھ کیا ہے۔لفظ "ھذہ" کا ترجمہ دونوں ہاتھ کیسے کیا؟

غیر مقلد صاحب نے لفظ" ھذہ" کا ترجمہ دونوں ہاتھ کر کے اپنے ہی اکابرین کی نفی کر دی ہے۔غیر مقلد عبدالرحمن مبارکپوری کا ایک رسالہ" المقالہ الحسنی فی سنیۃ المصافحۃ بالید الیمنیٰ" مصافحہ کرنے کے بارے میں ہے۔اس رسالہ میں مبارکپوری صاحب نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ثابت کیا ہے اور احادیث نقل کیں۔یہ رسالہ مقالات محدث مبارکپوی کے ص ۱۵۷ سے شروع ہوتا ہے۔اس رسالہ کی پہلی حدیث، آٹھویں حدیث، نویں حدیث، دسویں حدیث، اور گیارہویں

حدیث میں "بیدی ھذی علی" کا ترجمہ ایک ہاتھ کیا ہے۔

زبیر علیزئی غیر مقلد کا یہ فرض تھا کہ وہ ایسی حدیث کا ذکر کرتے جس میں "نماز کا ذکر" ہوتا۔اس حدیث میں صرف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے مگر نماز کا ذکر موجود نہیں۔لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنا غیر مقلدین اور خصوصاً زبیر علیزئی غیر مقلد کی سینہ زوری اور دجل ہے۔زبیر علیزئی غیر مقلد پر فرض ہے کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ کے ساتھ "فی الصلاۃ" کے الفاظ دکھائیں۔کیونکہ غیر مقلدین حضرات کا دعویٰ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے نہ کہ صرف ہاتھ باندھنے کا؟ دعوی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا اور دلیل صرف سینے پر ہاتھ باندھنے کی۔کیا زبردستی اور تحکم ہے؟

جواب نمبر ۲۔

زبیر علیزئی غیر مقلد خود اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکیٹ میں (نماز سے فارغ ہو کر) کے الفاظ لکھتے ہیں۔جس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز کے بعد کا واقعہ ہے۔اور یہ کہ، نماز سے فارغ ہو کر، کے الفاظ زبیر علی زئی نے بریکیٹ میں کیوں لکھے؟ اسکی کیا وجہ ہے؟ جواب مسلکی تعصب کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

اگر زبیر علیزئی غیر مقلد اس حدیث سے نماز کے اندر سینے پر ہاتھ باندھنے پر بضد ہیں تو پھر انکو چاہیے کہ وہ نماز کے اندر دائیں اور بائیں پھرا کریں جسطرح حدیث میں ذکر ہے۔مگر عام غیر مقلدین کا اس پر عمل نہیں۔لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنا باطل و مردود ہے۔اس حدیث میں نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے جس سے یہ حدیث غیر مقلدین حضرات کی دلیل نہیں بنتی مگر پھر بھی ہم مزید جوابات عرض کر دیتے ہیں۔

جواب نمبر ۳۔

اس حدیث کے بعد ہی امام ابن جوزیؒ نے یہ باب باندھا ہے:

مَسْأَلَةٌ تُوضَعُ الْيَمِين عَلَى الشِّمَالِ تحتَ الصَّدْرِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيُّ وَعَنْ أَحمدَ تحتَ السُّرَّةِ وَعَنْهُ التَّخْيِيرِ الخ۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت امام ابن جوزیؒ کے نزدیک بھی یہ حدیث سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق نہیں ہے۔

زبیر علی زئی غیر مقلد کے چند نئے احتمالات

اس روایت پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے چند مزید احتمالات سامنے آئے لہذا مناسب ہے کہ ان کے احتمالات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

اعتراض۔

غیر مقلد اپنے مسلکی حمایت میں رسالہ الحدیث شمارہ ۸۶ میں لکھتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ سینے پر ہاتھ کس حالت میں باندھے تھے؟ نماز میں یا نماز سے بعد؟ تو عرض ہے کہ کئی دلائل سے ثابت ہے کہ یہ حدیث نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق ہے، مثلا

مسند احمد میں سفیان ثوری کی اسی حدیث کی دوسری سند میں درج ذیل الفاظ آتے ہیں. "رأيت النبي ﷺ واضعا يمينه على شماله في الصلوة" میں نے دیکھا نبی ﷺ (نے) نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۲۶ ح ۲۱۹۶۸ زوائد عبداللہ بن احمد) سفیان ثوری کے علاوہ ابو الاحوص نے بھی ہی حدیث "كان رسول الله ﷺ يؤمنا فيأخذ شماله بيمينه" کے الفاظ سے بیان کی ہے۔ (دیکھئے سنن ترمذی ۲۵۲ وقال حدیث حسن) یہ ظاہر ہے کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے"۔ (الحدیث، شمارہ ۸۶ ص ۴۳۔۴۴)

الجواب بعون الوہاب۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ حالت نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے دائیں اور بائیں پھرتے تھے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں جو سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے وہ حالت نماز میں نہیں بلکہ سلام پھیرنے کے بعد کا ہے۔

ثانیا: غیر مقلد علیزئی صاحب! جس دلیل سے نماز میں سینے ہر ہاتھ رکھنا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یعنی سفیان ثوری رحمہ اللہ کی دوسری سند والی روایت۔ تو عرض یہ ہے کہ اس روایت میں ہاتھوں کا نماز میں رکھنا تو موجود ہے مگر نماز میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر نہیں اور ہم نے یہ بیان کر دیا تھا کہ "حضرت ہلب الطائی [رضی اللہ عنہ] سے جتنی بھی مسند احمد میں اس بارے میں روایات ہیں ان میں سے اگر کسی میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے تو "في الصلوة" کے الفاظ نہیں اور جس میں "في الصلوة" کے لفظ ہیں اُس میں سینہ پر رکھنے کا ذکر نہیں۔ پس یہ روایت نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے میں صریح نہیں ہے جو آپ کی دلیل بن سکے۔

ثالثا: ابو الاحوص کی سند والی روایت جس کا ذکر زبیر علی زئی نے سنن ترمذی کے حوالہ سے کیا ہے اس میں بھی سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے اس روایت سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا۔

رابعا: علیزئی کا لکھنا کہ "یہ ظاہر ہے کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے"۔

اس نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا کہ حدیث، حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ اب ملاحظہ ہو ہمارا بیان کہ نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث میں سینہ پر ہاتھ باندھنا حالت نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے نہیں بلکہ سلام پھیرنے کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھنا مراد ہے۔

"حضرت ہلب طائی رضی اللہ تعالی عنہ کی یہی روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم کبیر میں روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

"قال سألت رسول الله ﷺ عن طعام النصارى، فقال لا يحيكن في صدرك طعاما ضارعت فيه النصرانية، قال و رأيته يضع احدى يديه على الأخرى"۔ (المعجم الکبیر ج ۹ ص ۲۳۰ ح ۱۷۸۸۱)

ترجمہ۔ حضرت ہلب طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نصاری کے کھانے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دل میں کھانے کے متعلق اس طرح کے وساوس پیدا نہ ہوں جن میں نصرانیت مبتلا رہی اور تم بھی انہی کی طرح شک کرنے لگو۔ فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ

آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

کیوں جناب حدیث نے کیسی تشریح کی کہ حضرت ہلب طائی رضی اللہ تعالی عنہ نے جب آپ ﷺ سے سوال فرمایا تو اس وقت کیونکہ بات سینہ کی ہو رہی تھی اس لئے آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر سینہ پر رکھے۔لہذا واضح ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز میں اپنے ہاتھ سینہ اقدس پر نہیں باندھے تھے بلکہ بعد از نماز یعنی کہ خارج از نماز صحابی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے سینہ کی گفتگو کی وجہ سے اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے۔

اعتراض۔

اس کے بعد علیزئی کا لکھنا کہ "کسی مستند عالم یا محدث نے اس حدیث سے یہ مسئلہ نہیں نکالا کہ آپ ﷺ نماز کے باہر سینے پر ہاتھ باندھتے تھے،لہذا رضا خانیوں کی خود ساختہ تحریفات باطل و مردود ہے۔

الجواب بعون الوہاب۔

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد علیزئی صاحب! لفظ "تحریفات" واحد نہیں جمع ہے،اور لفظ "ہے" جمع نہیں واحد ہے۔

مزید یہ کہ زبیر علی زئی کی مرضی کے مطابق کہ حدیث،حدیث کی تشریح کرتی ہے سے واضح کر دیا کہ یہ واقعہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک سوال کے جواب،جس کا تعلق سینہ سے تھا،کی وجہ سے پیش آیا جس میں آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر سینہ پر رکھا تھا،لہذا یہ تحریف نہیں بلکہ حدیث سے حدیث کی تشریح ہے۔

اعتراض۔

غیر مقلد نے اپنے ماہنامہ الحدیث ۱۰۵ ص ۴۳ پر اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔اور ابن جوزی کی کتاب التحقیق فی اختلاف الحدیث ۲۳۸/۱ سے متن نقل کیا۔

أَخْبَرَنَا ابْنُ الحصَيْنِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ المذْهِبِ قَالَ أَنْبَأَنَا أَحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحمدَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يحيَى بْنُ سَعِيدٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى هَذِهِ على صَدره وَوصف يحيَى الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصِلِ۔

یہ روایت نقل کرنے کے بعد موصوف نے" هذه علی هذه "کو ثابت کرنے کی کوشش کی اور "علی صدره "کو ثابت کرنا چاہا۔

الجواب بعون الوہاب۔

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد اس روایت کی سند کو ثابت کر بھی دیں تو بھی ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ" نماز کے اندر سینے پر ہاتھ باندھنے " کا ہے۔اور غیر مقلد کی پیش کردہ روایت میں کسی بھی جگہ پر نماز کے اندر کے ذکر نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲۔

مزید یہ کہ ابن جوزی کی روایت مختصر ہے کیونکہ اس میں "يَنْصرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ " کا ذکر نہیں ہے۔اور یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ نماز سے فارغ ہونے کا ہے۔لہذا علمی بد یانتی کرتے ہوئے غیر مقلد نے امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کو نظر انداز کر کے ابن جوزی کی کتاب التحقیق سے اس روایت کو پیش کیا تا کہ عوام الناس ان کی اس خیانت کو سمجھ نہ سکیں۔کیونکہ اگر یہ روایت مسند امام احمد بن حنبل سے نقل کرتے تو نماز سے فارغ ہو کر سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر واضح ہو جاتا،اور ان کے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی۔

قارئین کرام بھی اس نکتہ کو ذہن نشین کر لیں کہ جب تک غیر مقلدین حضرات کسی روایت میں نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا ثبوت پیش نہیں کرتے ان کا دعویٰ بغیر دلیل ہی رہے گا۔اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد زبیر علی زئی کا اعتراض باطل،مردود اور فضول ہے۔

جواب نمبر ۳۔

مسند احمد میں حضرت ھلب الطائی ؓ کی حدیث میں" عن شماله "کی بجائے "عن یساره" کے الفاظ ہیں لہذا،اس میں لفظی تحریف کی ہے۔

جواب نمبر ۴۔

اس حدیث میں "علی صدرہ:" کے الفاظ غیر محفوظ ہیں۔

جواب نمبر ۵۔

سلفی عالم اور نامور محقق شیخ شعیب الارنو وط نے اپنے استاد اور شیخ ناصر الدین البانی کا تعاقب کر کے خوب خبر لی ہے۔اور اس حدیث سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر استدلال کرنے کا سختی سے رد کیا ہے۔

شیخ شعیب الارنو وط لکھتے ہیں۔

صحيح لغيره دون قوله يضع هذا على صدره، و هذا اسناده ضعيف لجهالة قبيصة بن هلب۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۳۶/ ۲۲۹، رقم ۲۹۶۷)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے سوائے ان الفاظ کے "یہ اپنے سینے پر رکھتے تھے" اور اسکی اسناد قبیصہ بن ھلب کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

عرب محقق عادل مرشد اور شیخ شعیب الارنو وط شیخ ناصر الدین البانی کی تحقیق پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قلنا و قول الألباني رحمه الله في صفة الصلاة و ضعهما على الصدر هو الذي ثبت في السنة، تعنُّت لا وجه له۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۳۶/ ۲۲۹، رقم الحدیث ۲۱۹۶۷)

ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ البانینے جو کتاب صفۃ الصلاۃ میں لکھا کہ" یہ ہی سنت سے ثابت ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھے جائیں" ۔البانی کا یہ قول تعنت، ہٹ دھرمی ہے اور اسکی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جواب نمبر ۶۔

پہلی روایت کے تحت زبیر علی زئی کا لکھنا کہ "اگر دایاں ہاتھ پوری بائیں ذراع پر رکھا جائے تو

خود بخود سینے پر آجاتا ہے" ۔خود انہی کی پیش کردہ دلیل سے غلط ثابت ہوگیا کیونکہ اس میں "فوق المفصل" یعنی جوڑ کے اوپر" ہے۔

پس دونوں روایتوں میں سے ایک روایت معترض کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ پہلی روایت بیان کرنے کے بعد اپنی مجتہدانہ صلاحیت سے بیان کر چکے ہیں کہ جب "اگر دایاں ہاتھ پوری ذراع پر رکھا جائے تو خود بخود سینے پر آجاتا ہے" جبکہ دوسری میں واضح موجود ہے کہ ذراع پر ذراع نہیں بلکہ ہاتھ کو جوڑ پر رکھنا ہے۔پس جب ہاتھ گٹ پر باندھا جائے تو بآسانی زیر ناف یا ناف پر آتا ہے، سینہ پر نہیں اور سینہ پر رکھنے والوں کو نماز میں بھی اکڑنا پڑے گا تب سینہ پر آئیں گے ، جبکہ اسلام میں تو عام حالات میں بھی اکڑنے سے منع کیا گیا ہے چہ جائیکہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت آکڑ خان بنتے پھرو۔

ثقہ راوی پر تفرد کا اطلاق [الزامی جواب]:

زبیر علیزئی غیر مقلد "علی صدرہ" کے محفوظ نہ ہونے کے اعتراض کا جواب کو "ایک بے دلیل اعتراض" کے عنوان کے تحت جواب لکھتے ہیں۔

"نیموی صاحب کا یہ فرمان قرین صواب نہیں ہے۔کیونکہ انہوں نے سفیان ثوری کے تفرد کو اپنے اس فیصلہ کی بنیاد بنایا ہے جب کہ حدیث کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ کسی راوی کا کسی الفاظ میں میں منفرد ہونا اس لفظ کے غیر محفوظ ہونے کی کافی دلیل نہیں ہوتا، تاوقتیکہ وہ الفاظ اس سے زیادہ ثقہ راوی کے الفاظ کے سراسر منافی نہ ہوں۔

حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں "وزيادة راويها مقبولة مالم تقع منافية لمن هو أوثقا"۔

صحیح اور حسن حدیث کے راوی کے وہ الفاظ مقبول ہوں گے جو وہ دوسروں کے بالمقابل زیادہ کرے بشرطیکہ وہ اوثق کے مخالف نہ ہوں۔(تحفۃ الدرص ۱۹) ظاہر ہے کہ علی صدرہ کے الفاظ اضافہ ہیں، منافی نہیں ہیں۔(نماز میں ہاتھ باندھنا ص ۱۶)

جواب۔

زبیر علیزئی غیر مقلد کو اگر اس اصول کا جواب ان کے ممدوح جناب ارشاد الحق اثری کا جواب پیش کیا جائے تو بہتر ہے۔ ارشاد الحق اثری صاحب توضیح الکلام (ص ۷۹۱، ۲/ ۴۲۶، ۲/ ۴۲۷) پر حضرت ابو ہریرہؓ سے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں مروی ایک حدیث کے جواب الجواب میں لکھتے ہیں۔

ثقہ کے تفرد پر بھی منکر کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر افسوس منکر کی تعریف میں مؤلف موصوف کا مبلغ علم ''شرح نخبۃ الفکر'' پر منحصر ہے۔ دوسری کتب کی طرف مراجعت تو کجا رہی۔ صد افسوس! موصوف نے شرح نخبۃ الفکر کے حاشیہ کی طرف بھی توجہ نہیں دی۔ مولانا عبداللہ ٹونکیؒ، حافظ ابن حجرؒ کے قول ''وقد غفل من سوی بینھما'' کے تحت لکھتے ہیں۔

لا یخفی ان الفرق انما ھو بحسب غالب الاستعمال والافقد یطلق احدھما مکان الاٰخر۔ (حاشیۃ شرح نخبۃ ص ۴۴)

راوی منفرد ہو اور وہ متن کسی اور طریق سے مروی نہ ہو تو اسے بھی منکر کہتے ہیں۔

(مقدمہ ابن الصلاح ص ۷۶)

فقد اطلق الامام احمد و النسائی و غیر واحد من النقاد لفظ المنکر علی مجرد التفرد الخ۔ (الکتفص ۶۷۴ ج ۱)

کہ امام احمدؒ، امام نسائیؒ وغیر نقاد نے منکر کا اطلاق مطلقاً تفرد پر بھی کیا ہے۔

اور مولانا عبدالحیؒ لکھنوی لکھتے ہیں

و لا تظنن من قولھم ھذا حدیث منکر ان راویہ غیر ثقۃ فکثیرا ما یطلقون النکارۃ علی مجرد التفرد۔ (الرفع والتکمیل ص ۱۴۳)

یعنی محدثین کے قول ''یہ حدیث منکر ہے'' سے تم یہ خیال نہ کرو کہ اس کے راوی ثقہ نہیں ہیں کیوں کہ متعدد مرتبہ منکر کا اطلاق صرف تفرد پر بھی کرتے ہیں۔

ھذا اسنادہ حسن و ھو منکر۔ (سنن نسائی ص ۲۴۶ ج ۱ طبع سلفیہ)

اس حدیث کی سند حسن اور وہ منکر ہے۔

119

غور فرمائیے سند کے حسن ہونے کے باوجود اسے منکر قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح (ص ۲۰۷ ج ۱) میں بھی ایک حدیث کو منکر کہا ہے اور علامہ شیخ حسین فرماتے ہیں۔ اس میں وجہ نکارت یہ ہے کہ یہ مشہور احادیث کے مخالف ہے۔ ''با نہ مخالف للمشھور'' اسی طرح (ص ۲۲۵ ج ۲) میں حدیث ''نھی عن ثمن الکلب'' الخ کو بھی منکر کہا ہے۔ حالانکہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حافظ ذہبیؒ ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وھوا ایضًا باطل ما ادری من یغشی فیہ فان ھؤلاء ثقات۔ (میزان ص ۶۱۰ ج ۳)

یعنی یہ حدیث بھی باطل ہے، معلوم نہیں کس نے دھوکا دیا ہے۔ کیوں کہ بیان کرنے والے تمام ثقہ ہیں۔

علامہ سیوطیؒ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں موضوع و رجالہ کلھم ثقات کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (اللاٰلی المصنوعۃ ص ۱۱۰ ج ۲)

مستدرک حاکم (ص ۱۲۸ ج ۳) میں امام حاکم نے ''صحیح علی شرط الشیخین'' کہا ہے۔

مگر علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ ان کان رواتہ ثقات فھو منکر لیس ببعید من الوضع۔ الخ (تلخیص المستدرک)

کہ اس کے راوی گو ثقہ ہیں مگر یہ منکر ہے بلکہ بعید نہیں کہ موضوع ہو۔

نیز دیکھیے ذیل اللاٰلی ص ۶۱، سنن ابن ماجہ کی کتاب اللباس کے اوائل میں عبدالرزاق انبأ معمر عن الزہری عن سالم عن ابن عمر کے طریق سے ایک روایت ہے جس کے بارے میں امام نسائیؒ فرماتے ہیں ھذا حدیث منکر۔ یہ حدیث منکر ہے۔

امام یحییٰ قطانؒ نے بھی اس کا انکار کیا ہے اور حافظ حمزہؒ بن محمد الکنانی فرماتے ہیں کہ

''میرا خیال ہے کہ یہ صحیح نہیں''۔ (تحفۃ الاشراف ص ۳۹۷ ج ۵)

حالانکہ اس کے بھی سب راوی ثقہ بلکہ صحیح بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ اس سلسلے میں اور بھی

مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیجئے جناب! ہم نے ثقہ راوی کی روایت پر بھی منکر بلکہ باطل کا اطلاق بھی ثابت کیا ہے۔ صرف مخالفت اور ضعیف کی روایت پر ہی منکر کا اطلاق نہیں کرتے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین بسا اوقات دوسری ادلہ کی بنا پر ثقہ راویوں کی روایات پر بھی منکر کا لفظ بولتے ہیں اور اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیتے اور یہ اصول اپنی جگہ پر گزر چکا ہے کہ راویوں کے ثقہ ہونے پر حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ (توضیح الکلام ص ۷۹۱ وص ۷۹۲)

ارشاد الحق اثری کے بیان سے یہ واضح ہوا کہ منکر کا اطلاق منفرد یا تفرد پر بھی ہوتا ہے اور کبھی ثقہ راوی بھی تفرد کا شکار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں یحییٰ بن سعید کا تفرد نمایاں اور عیاں ہے۔ لہٰذا تفرد کی بنا پر یہ حدیث یا کم از کم "علی صدرہ" کے الفاظ منکر ہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنا ہی غلط ہے۔ دوسری طرف یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ واقعہ اور حدیث نماز کے اندر ہاتھ باندھنے پر نہیں ہے۔ یہ حدیث تو نماز سے فرصت کے بعد کا واقعہ کے بارے میں ہے۔ لہٰذا اس کو تو اپنے دلائل میں پیش کرنا ہی غلط اور اُصول کے خلاف ہے۔

لہٰذا یہ بات تو صاف ہوگئی کہ یہ الفاظ منکر اور شاذ ہیں۔ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام سفیان ثوری سے ان کے ثقہ شاگرد یحییٰ بن سعید تو یہ الفاظ روایت کرتے ہیں تو اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کی حدیث میں نماز کا ذکر موجود نہیں ہے۔ دوسرا ثقہ کا تفرد بھی شذ ہی کی قسم ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں دو علتیں متن میں موجود ہیں۔

1- نماز کا لفظ موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ حدیث ان کی دلیل بن ہی نہیں سکتی۔

2- "علی صدرہ" کے الفاظ شاذ ہیں۔

یحیی بن سعید القطان کی روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں.

مزید یہ کہ مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۶، رقم ۱۰۲ / ۲۳۴ میں اس روایت کو یحیی بن سعید القطان سے نقل کیا ہے۔ جس میں علی صدرہ کی الفاظ ہی نہیں ہیں۔ اس ثقہ کی زیادت والی بحث تو اس مقام پر کوئی اہم نہیں۔ اس روایت کے بعد یحیی بن سعید القطان کی زیادت والی بحث بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ مخالفین کے نزدیک سفیان ثوری سے روایت بیان کرنے

میں سب سے زیادہ اوثق راوی یحیی بن سعید القطان ہیں اور یحیی بن سعید القطان کی روایات میں علی صدرہ کے الفاظ ہی نہیں ہیں۔ اس لیے اضافت اور زیادت کی بحث کیوں؟

جواب نمبر ۷۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جس حدیث میں "سینے پر" کے الفاظ کا ذِکر ہے اس میں نماز کا ذکر نہیں اور جس حدیث میں نماز کا ذِکر ہے اُس پر "سینے پر" کے الفاظ نہیں ہے۔ اس حدیث کی تخریج سے ظاہر ہوتا ہے کہ یحییٰ بن سعید کی روایت میں "علی صدرہ" یعنی سینے پر کے الفاظ غیر محفوظ ہیں۔

جواب نمبر ۸۔

امام یحییٰ بن سعید کی روایت میں معنوی سقم بھی موجود ہے۔ یحییٰ بن سعید کی روایت میں "ھذہ علی صدرہ" کے الفاظ موجود ہیں۔ اگر ان الفاظ کو محفوظ مان لیا جائے تو لفظ "ھذہ" ایک ہاتھ کی طرف اشارہ ہے۔ اور صرف ایک ہاتھ باندھنا غیر مقلدین کا معمول نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کی تفسیر بھی ان الفاظ پر منطبق نہیں ہوتی کیونکہ ھذہ کی تشریح تو الیمنیٰ ہوئی اور "علی الیسری فوق المفصل" کس لفظ کی تشریح ہے۔

جواب نمبر ۹۔

اس حدیث میں امام یحییٰ بن سعیدؒ سے" الیمنیٰ علی الیسری فوق المفصل" یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھ کر باندھا کہ الفاظ موجود ہیں۔ جبکہ حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں اِن الفاظ کا انکار کیا۔ اور کیا غیر مقلدین حضرات خصوصاً زبیر علیزئی غیر مقلد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھنے کے قائل ہیں۔ جب اس حدیث پر خود ہی عمل نہیں تو اسکو پیش کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

جواب نمبر ۱۰۔

امام سفیان ثوری کے شاگردوں میں سے کسی نے بھی اس حدیث میں "علی صدرہ" کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

1- محدث عبدالرزاق:

محدث عبدالرزاق روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: »كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ مَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ شِمَالِهِ، وَكَانَ يُمْسِكُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، ثنا قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »يَنْصَرِفُ مَرَّةً، عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ شِمَالِهِ.

محدث عبدالرزاق نے اسے مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۴۰، رقم ۳۲۰۷ پر نقل کیا ہے اور امام الطبرانی نے اس کو معجم الکبیر" (22/165) میں بھی نقل کیا ہے۔

اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

2- امام وکیع:

امام احمد روایات بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الله حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الهلْبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَيْتُهُ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ"

ابن ابی شیبۃ نے "مسند" (860) میں اور "مصنف" (1/390) میں اور امام احمد نے مسند احمد (5/226) میں اور امام ابن ابی عاصم نے "الآحاد" (2494) میں اور امام دارقطنی نے سنن الدارقطنی (1/285) میں اور امام بیھقی نے سنن البیھقی (2/29) میں وکیع سے

روایت نقل کیا ہے۔ اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

3- امام محمد بن کثیر العبدی.

امام ابونعیم ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، ثنا قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »يَنْصَرِفُ مَرَّةً، عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ شِمَالِهِ.

محدث ابن قانع نے "الصحابۃ" (3/199) میں اور امام طبرانی نے معجم الطبرانی (22/165) میں اور امام ابونعیم نے "الصحابۃ" (6564) میں محمد بن کثیر العبدی سے روایت نقل کی ہے۔ اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

4- امام عبدالرحمن بن مہدی.

امام دارقطنی روایت نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو محمَّدِ بْنُ صَاعِدٍ ,نا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ,ثنا عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ,عَنْ سُفْيَانَ ,ح وَحَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ مخلَدٍ ,نا محمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الحسَّانِيُّ ,ثنا وَكِيعٌ ,ثنا سُفْيَانُ ,عَنْ سِمَاكٍ ,عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,قَالَ» :رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ «لَفْظُهُمَا وَاحِدٌ۔

امام دارقطنی نے سنن الدارقطنی (1/285) میں امام ابن مہدی سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

5- امام عبدالصمد بن حسان المَرْوَرُّوذی:

محدث ابن قانع روایت نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ أَحمدَ بْنِ الحسَنِ، ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَسَّانَ ح، وَحَدَّثَنَا فَارُوقٌ، ثنا أَبُو مُسْلِمٍ، ثنا محمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: »كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ مَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِهِ، وَيَضَعُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ« رَوَاهُ شُعْبَةُ، وَإِسْرَائِيلُ، وَأَبُو الْأَحْوَصِ، وَشَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ۔

محدث ابن قانع نے "الصحابۃ" (3/199) میں اور امام ابونعیم نے "الصحابۃ" (6564) میں عبدالصمد بن حسان سے روایت نقل کی ہے۔اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

6۔محدث الحسین بن حفص الہمدانی۔

امام بیہقی روایت نقل کرتے ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الحافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ محمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أُسَيْدُ بْنُ عَاصِمٍ، ثنا الحسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ مَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِهِ وَيَضَعُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى۔

امام بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبری ج ۲ ص ۴۱۹، رقم ۳۶۱۳ پر نقل کیا۔اس روایت میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

7-امام یحیی بن سعید القطان۔

محدث طوسی اپنی سند سے روایت نقل کرتے ہیں۔

أرنا بُنْدَارٌ محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يحيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الهلْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى۔

محدث طوسی نے اپنی کتاب مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۶، رقم ۱۰۲/ ۲۳۴ میں اس روایت کو یحیی بن سعید القطان سے بغیر "علی صدرہ" کے نقل کیا ہے۔

جناب سنابلی صاحب نے اپنی کتاب میں پورا زور اس بات پر لگا دیا کہ یحیی بن سعید القطان ہی سفیان ثوری سے روایت کرنے میں اثبت ہیں اور انکی زیادت کو ہی قبول کیا جائے گا اور یحیی بن سعید القطان کی امام سفیان ثوری کی روایت کو سب سے اصح اور راجح قرار دیتے ہیں۔اگر اپنی تحقیق پر خود اعتبار اور یقین ہے تو پھر مسلکی حمایت کو ترک کریں اور محدث طوسی کی روایت کو تسلیم کریں جس میں یحیی بن سعید القطان نے علی صدرہ کی الفاظ بیان نہیں کیے۔اور عوام الناس کو دھوکا و فریب نہ دیں۔

123

سنابلی صاحب کی علمی موشگافیاں

غیر مقلد سنابلی صاحب نے اس حدیث پر انوار البدر ص ۲۲۱ تا ۳۰۵ تک بحث کو طول دینے کی کوشش کی ہے، اس حدیث کے متن پر انوار البدر ص ۲۲۱ تا ص ۲۷۶ تک اور سماک بن حرب کی توثیق ص ۲۷۷ تا ۳۰۵ تک ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر محدث طوسی کی روایت میں یحیی بن سعید القطان کی روایت میں علی صدرہ کے الفاظ نہ ہونا ثابت ہیں تو مزید اس حدیث پر کسی طرح کی بحث مناسب نہیں مگر پھر بھی عوام الناس کو کہیں یہ دھوکہ و فریب نہ دیں اس لیے کفایت اللہ سنابلی صاحب کے بے تکی باتوں کو آشکار کرنے کے لیے عوام الناس کے سامنے مزید تحقیق پیش خدمت ہے۔

اعتراض:

سنابلی صاحب انوار البدر ص ۲۵۳ پر لکھتے ہیں۔

"غور فرمائیں کہ سفیان ثوری کے علاوہ سماک بن حرب کے دیگر شاگردوں، اسی طرح یحیی بن سعید کے علاوہ سفیان کے دیگر شاگردوں میں بھی، کوئی ایک بھی ایسا شاگرد نہیں ہے جس نے اس روایت کی تمام باتوں کا ذکر کیا ہو اور کسی بات کو چھوڑا نہ ہو۔ لہذا جب یہ طے شدہ بات ہے کہ سماک وسفیان کے تمام شاگردوں میں سے کسی بھی شاگرد نے اس بات کا التزام نہیں کیا ہے کہ وہ تمام الفاظ بیان کرے، بلکہ ہر شاگرد نے روایت کی کئی باتیں چھوڑ دی ہیں تو پھر سفیان اور یحیی بن سعید کے علاوہ باقی لوگوں نے اگر سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں کیا تو یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے انھوں نے دیگر باتوں کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا اس روایت کے کسی بھی راوی کا کوئی بات بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں ہے کہ وہ چیز اس روایت کا حصہ نہیں ہے۔"

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد سنابلی صاحب نے جو بد دیانتی کا مظاہرہ کیا ہے وہ ایک محقق اور عالم کو معلوم ہوگا کیونکہ غیر مقلد سنابلی صاحب نے اپنی کتاب انوار البدر ص ۲۴۷ سے لے کر ص ۲۵۲ تک "یحیی بن سعید کے علاوہ سفیان ثوری کے دیگر شاگردوں کی روایات" کے عنوان کے تحت پیش کردہ تمام روایات کو یا تو ضعیف کہا ہے یا پھر مرجوع قرار دے کہ صرف یحیی بن سعید القطان کی مسند امام احمد والی روایت کو صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔ مگر موصوف اس مقام پر ان ہی روایت سے استدلال کر کے سفیان کے شاگردوں کے بعض الفاظ کے مروی کرنے اور بعض الفاظ مروی نہ کرنے کا کلیہ بہت ہی عالمانہ انداز میں بیان کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ان رویات کی اسانید ہی صحیح نہیں یا روایات ہی مرجوع ہیں تو پھر ان سے اصول اور قاعدہ کیسے بنایا جاسکتا ہے؟

مزید یہ کہ سنابلی صاحب کا استدلال بھی چند وجوہ سے باطل ہے۔

اول: سماک بن حرب کے شاگروں میں سے سفیان ثوری کے ذکر کرنا تو اس وقت صحیح ہوگا جب سفیان ثوری کی روایت میں" علی صدرہ" کی اضافت ثابت ہونگے۔ سنابلی صاحب نے کم از کم یہ تو مانا کہ سماک بن حرب کے تمام شاگردوں میں صرف سفیان ثوری کی روایت میں "علی صدرہ" کا اضافہ ہے۔ باقی شاگرد بغیر "علی صدرہ" کے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

دوم: سفیان ثوری کے تمام شاگردوں میں سے سنابلی صاحب نے یحیی بن سعید القطان سے "علی صدرہ" کے الفاظ کو مانا ہے جبکہ یہ تسلیم کیا ہے باقی شاگرد یہ روایت بغیر "علی صدرہ" کے بیان کرتے ہیں۔

سوم: سفیان ثوری کی روایت میں" علی صدرہ" کے الفاظ کی زیادت، سنابلی صاحب نے امام یحیی بن سعید القطان کی روایت سے پیش کیے ہیں۔ قارئین یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ سفیان ثوری کی روایت میں "علی صدرہ" کی زیادت ثابت کرنے کے لیے یحیی بن سعید القطان کی روایت پر ہی بنیاد ہے۔ اس لیے امام یحیی بن سعید القطان کی روایت پہلے" علی

صدرہ " کی زیادت کے ساتھ صحیح ثابت کرنا ہوگی۔لہذا دارومدار یحیی بن سعید القطان کی روایت پر ہے۔

سنابلی صاحب اور اس موضوع پر دیگر لکھنے والے غیر مقلدین حضرات اس بات پر مصر ہیں کہ یحیی بن سعید القطان روایت کرنے میں امام سفیان ثوری سے اوثق اور مضبوط ہیں۔اس پر بحث بعد میں ہوگی کہ سفیان ثوری سے روایت کرنے میں اوثق کون سا شاگرد ہے؟مگر اس مقام پر بحث یحیی بن سعید القطان کی زیادت پر ہے۔اور یحیی بن سعید القطان کی روایت ثابت کرنے کے لئے مسند امام احمد کی سند پیش کی جاتی ہے۔مگر یحیی بن سعید القطان سے یہ ہی روایت بغیر" علی صدرہ " کے الفاظ کے مروی ہے۔جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسند امام احمد میں" علی صدرہ " کی زیادت یا تو تسامح ہے یا کسی راوی کی خطا ہے۔

یحیی بن سعید القطان کی روایت میں" علی الصدرہ " کا نہ ہونا

محدث امام ابو علی الطوسی نے اپنی کتاب مستخرج الطوسی میں اسی حدیث کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے اور یحیی بن سعید القطان سے روایت نقل کی ہے مگر اس میں "علی صدرہ " کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

أَرنا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يحيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الهُلْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَضَعُ يَدَه الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى۔

(مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۶،رقم ۱۰۲/ ۲۳۴)

ترجمہ۔حضرت ھلب الطائی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز سے) فارغ ہو کر دائیں اور بائیں (دونوں) طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا ہے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

سند کی تحقیق

اس روایت کے ۲ راویوں کی مختصرا توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔مصنف کتاب ابو علی الطوسی:

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

الإِمَامُ الحافِظُ المجَوِّدُ، أَبو عَلِي، الحسَنُ بنُ عَلِي بنِ نَصرِ بن مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِي. (سیر أعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۷۷،رقم ۲۷۰۱)

۲۔ بندار محمد بن بشار:

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

الإِمَامُ ,الحافِظُ ,رَاوِيَةُ الإِسْلاَمِ ,أَبُو بَكْرٍ العَبْدِيُّ ,البَصرِيُّ بُنْدَارٌ۔ (سیر أعلام النبلاء ج۹ ص۵۰۸ رقم ۲۰۱۵)

ابن خزیمہ فرماتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ :سَمِعْتُ بُنْدَاراً يَقُوْلُ :اخْتَلَفْتُ إِلَى يحيَى القَطَّانِ -ذَكَرَ أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ سَنَةً- (سیر أعلام النبلاء ج۹ ص۵۰۸ رقم ۲۰۱۵)

سند کے باقی رواۃ بعینہ مسند امام احمد والے ہیں، جس پر غیر مقلدین کو اعتراض نہیں ہے۔

اس سند میں یحیی بن سعید القطان کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل کی بجائے ثقہ محدث محمد بن بشار البندار ہیں۔اور ان کی روایت میں" علی صدرہ "کے الفاظ موجود ہی نہیں ہیں۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ روایت میں" علی صدرہ "کا اضافہ نہ تو سفیان ثوری اور نہ ہی امام یحیی بن سعید القطان نے بیان کیا ہے۔،جبکہ غیر مقلد سنابلی صاحب نے اپنی کتاب میں بہت زور اس بات پر لگایا کہ سفیان ثوری کے شاگردوں میں یحیی بن سعید القطان ہی اثبت ہیں اور انکی زیادت قبول ہوگی۔جبکہ یہ زیادت یحیی بن سعید القطان کی وجہ سے نہیں بلکہ مسند امام احمد کے راویوں یا کاتبین کی وجہ سے ہے۔جیسا کہ محققین نے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے کہ "علی صدرہ "کی اضافت محفوظ نہیں۔

غیر مقلد محققین جس بات پر اپنی تحقیق پیش کر رہے تھے اس روایت کے بعد ان کے تمام استدلال کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اعتراض:

سنابلی صاحب نے انوار البدر ص ۲۲۲ اور ص ۲۲۳ پر حافظ ابن حجر کے سکوت، علامی نیموی حنفی، علامہ ہاشم ٹھٹھوی، اور شیخ عبدالحق دہلوی سے اس حدیث کی سند کی تصحیح کرنے کی کوشش کی ہے۔

جواب:

عرض یہ ہے کہ فتح الباری میں ابن حجر کے سکوت کے بارے میں خود علماء غیر مقلدین نہیں قبول کرتے۔علامہ نیموی نے اس کی سند کی تصحیح کے باوجود اس حدیث کے متن میں موجود علی صدرہ کے الفاظ پر جرح کی ہے۔

علامہ ہاشم ٹھٹھوی نے اس حدیث کی سند اور متن پر اعتراضات کیے ہیں جس کا خود سنابلی صاحب کو اقرار ہے۔شیخ عبدالحق نے اس سند کی تصحیح امام ترمذی سے نقل کی ہے۔اور امام ترمذی کے تساہل کے بارے میں خود غیر مقلدین اقرار کرتے ہیں۔اس طرح کے اقوال غیر مقلد سنابلی صاحب محققین کے سامنے پیش کر کے بد یانتی کرتے ہیں۔

[غیر مقلد سنابلی صاحب نے انوار البدر ص ۲۲۴ تا ۲۳۴ تک اس حدیث کے راویوں کی توثیق نقل کی، جس پر بحث کتاب میں آگے ملاحظہ کیجئے۔]

سنابلی صاحب کے پیش کردہ قرائن کا تحقیقی جائزہ

اعتراض:

غیر مقلد سنابلی صاحب ص ۲۳۴ پر لکھتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس رواتی کو سفیان ثوری سے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے، لیکن یحیی بن سعید کے علاوہ کسی اور نے ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں کیا۔اس طرح سفیان کے استاذ سماک بن حرب سے بھی اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے،لیکن سفیان ثوری کے علاوہ کسی نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں کیا۔

[اس کے جواب میں سنابلی صاحب لکھتے ہیں:] عرض ہے کہ یہ بات زیادت ثقہ کے قبیل سے ہے اور زیادت ثقہ مقبول ہوتی ہے اگر قرآئن اس کے حق میں ہوں اور جہاں رد کے قرائن ہوں، وہاں زیادت ثقہ رد کر دی جاتی ہے۔۔۔۔زیر بحث

حدیث میں قرائن اسی حق میں ہیں کہ یہاں زیادتی کو قبول کیا جائے، ذیل میں قرائن کی تفضیل اہل علم کے اقوال کے ساتھ ملاحظہ ہو:

126

جواب :

عرض یہ ہے کہ زیادت ثقہ کے بارے میں آپ کے یہ اصول خود بہت سے غیر مقلدین کو قبول نہیں۔ مزید یہ کہ جناب کو یہ اصول ترک رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں کیوں بھول جاتے ہیں؟

قطع نظر اس اصول پر بحث کرنے کے کہ قرائن کی حیثیت کیا ہے اور کون کون سے قرائن معتبر ہوتے ہیں اور ان قرائن کا استعمال غلط طور پر پیش کیا گیا ہے۔

سنابلی صاحب نے جتنے بھی قرائن پیش کیے ہیں ان کا تعلق اصل روایت نقل کرنے کے بعد ہے۔ اس روایت کی بحث میں خود سنابلی صاحب کسی ایک کو مکمل حدیث ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

سفیان ثوری کے تمام شاگرد بشمول یحیی بن سعید القطان بقول سنابلی صاحب نے مکمل متن نقل نہیں کیا۔ امام وکیع کی روایت میں نماز کا ذکر ہے تو سینے پر ہاتھ باندھنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ جبکہ سنابلی صاحب کی تحقیق کے مطابق یحیی بن سعید القطان کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں مگر نماز کا تذکرہ نہیں ہے۔

سنابلی صاحب ان قرائن کو پیش کر کے عوام الناس کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ نماز کے الفاظ امام وکیع کی روایت سے لیں اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ یحیی بن سعید القطان کی روایت سے لیں۔ اور ان دونوں روایت کے مجموعہ سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا موقف مان لیں۔

مگر عرض یہ ہے کہ آپ کے پیش کردہ قرائن کا اطلاق اس روایت پر نہیں ہوتا۔ آپ کے پیش کردہ قرائن کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

اول قرینہ کی تحقیق:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے جو اس قرینہ میں بات کی وہ علی الاطلاق درست نہیں۔ سنابلی

صاحب نے کہا کہ سماک بن حرب اور سفیان ثوری کے تمام شاگردوں نے تمام الفاظ یا روایت مکمل کرنے کا اہتمام نہیں کیا۔ مگر سنابلی صاحب نے اس بات پر دھیان نہیں دیا کہ اگرچہ تمام شاگردوں میں سے کسی نے ایک لفاظ ذکر کیا تو کسی نے دوسرا۔ سنابلی صاحب کی پیش کردہ ۸ مختلف روایات میں ۷ میں کسی نہ کسی شاگرد نے متابعت کی ہے، مگر ایک لفظ پر کسی کا اتفاق نہیں وہ علی صدرہ کے الفاظ ہیں۔

دوسرا قرینہ کی تحقیق:

غیر مقلد نے دوسرا قرینہ میں لکھا ہے کہ سفیان ثوری سے رویات کرنے میں یحیی بن سعید القطان احفظ ہیں جبکہ وکیع سے سفیان ثوری سے روایت کرنے میں غلطیاں ہوئیں ہیں۔

حافظ بن حجر عسقلانی نے فتح الباری ۹/ ۷۵ اور ابن معین نے تاریخ الدوری رقم ۱۵۴۷ اور متعدد محدثین کرام نے یحیی بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے متعدد روایت پر غلطی کا حکم بھی لگایا ہے۔ اس لیے کفایت اللہ سنابلی صاحب کا اس اصول کو علی الاطلاق بتانا غلط ہے۔

اشکال:

غیر مقلد سنابلی صاحب مزید لکھتے ہیں۔

نیز امام احمد نے سفیان ثوری سے روایت کرنے والوں میں یحیی بن سعید کو وکیع پر مقدم کیا ہے، چنانچہ امام مروذی نے کہا:

من اصحاب الثوري ؟ قال :يحيٰ ووكيع وعبدالرحمن وابو نعيم.

قلت :قدمت وكيعا علي عبدالرحمن ؟ قال :وكيع شيخ.

(العلل ومعرفۃ الرجال عن أحمد بن حنبل روایۃ المروذی ص ۶۰)

میں نے امام احمد سے پوچھا: سفیان ثوری کے اصحاب کون کون ہیں؟ تو امام احمد نے کہا: یحیی بن سعید، وکیع، عبدالرحمن، اور ابونعیم۔ میں نے کہا: آپ نے وکیع کو عبدالرحمن پر مقدم کر دیا؟ تو امام احمد نے کہا: وکیع شیخ ہیں۔

غور فرمائیں، اس قول میں امام احمد نے وکیع کو عبدالرحمن پر مقدم کیا، لیکن یحیی بن سعید کو

وکیع پر بھی مقدم کیا۔ان اقوال سے نتیجہ نکلا کہ اگر سفیان سے روایت کرتے ہوئے امام وکیع ،امام یحیی بن سعید کی مخالفت کریں،تو امام یحیی بن سعید کی روایت راجح قرار پائے گی۔

(انوار البدر ص ۲۴۹)

جواب:

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد سنابلی صاحب کے لیے ایک دوسرا قول بھی پیش خدمت ہے۔

محدث ابن ابی حاتم لکھتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمن نا أبي نا أحمد بن أبي الحواري قال :أشهد على أحمد بن حنبل أنه قال :الثبت عندنا بالعراق وكيع بن الجراح، ويحيى ابن سعيد، وعبد الرحمن بن مهدي.

ترجمہ: امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ عراق میں رویات کرنے میں سب سے مضبوط وکیع بن الجراح ،اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی ہیں۔

(الجرح وتعدیل ۱/ ۲۳۱)

امام احمد کے قول سے یہ معلوم ہوا کہ عراق میں روایت کرنے میں سب سے مضبوط وکیع بن الجراح ہیں۔

تیسرا قرینہ کی تحقیق:

غیر مقلد سنابلی صاحب انوار البدر ص ۲۵۶ تا ۲۵۸ تک جو قرینہ علی الاطلاق پیش کی ہے کہ اگر زیادتی بیان کرنے والا حافظ اور متقن ہو تو زیادتی مقبول ہوگی اور یحیی بن سعید القطان کو سفیان ثوری سے روایت کرنے میں حافظ اور متقن لکھا ہے اس کا تجزیہ پیش خدمت ہے۔

عرض یہ ہے کہ اس قرینہ سے استدلال کے لئے کفایت اللہ سنابلی صاحب ۴ محدثین کرام کے حوالہ دیے ہیں۔

۱۔امام ابوزرعہ الرازی علل الحدیث ابن ابی حاتم ج ۳ ص ۳۸۴
۲۔امام دارقطنی النکت علی ابن الصلاح ج ۲ ص ۶۸۹

۳۔امام ابن عبد البر التمہید لابن عبد البر ج ۳ ص ۳۰۶
۴۔علامہ زیلعی حنفی نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۳۳۶

غیر مقلد سنابلی صاحب یہاں ھذہ علی صدرہ کے الفاظ جو امام یحیی بن سعید القطان نے سفیان ثوری سے نقل کیے ہیں، حافظ اور متقن ہونے کی وجہ سے قبول کرتے ہیں۔اور سفیان ثوری کے دیگر شاگرد یحیی بن سعید القطان کے مقابلہ میں کم حافظ اور کم متقن ہیں۔

مگر کفایت اللہ سنابلی کا یہ اصول علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔کیونکہ محدثین کرام نے سفیان ثوری کے شاگروں میں تخصیص کی ہے کہ کون سا شاگرد حافظ ہے؟ کون سے شاگرد متقن ہے؟ اور کون سا شاگرد زیادہ اثبت ہے؟ کون سا راوی متن نقل کرنے میں اثبت ہے؟ اور کون سا شاگرد سند نقل کرنے میں متقن ہے؟

سفیان ثوری کے شاگروں کا حفظ اور اتقان کی تحقیق:

قارئین کرام کے سامنے محدثین کرام کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

عبد الرحمن بن مہدی:

حدّثنا علي بن أحمد ابن النّضر قال قال علي بن المديني كان يحيَى بن سعيد أعلم بالرجال، وكان عبد الرحمن أعلم بالحديث، قَالَ علي : وما شبهت علم عبد الرحمن بالحديث الا كسحر.

(تاریخ بغداد وذیولہ ۱۰/ ۲۴۵)

ترجمہ :امام علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطان راویوں کے بارے میں اعلم ہیں جبکہ عبد الرحمن بن مہدی حدیث کے متن میں زیادہ اعلم ہیں۔

امام وکیع بن الجراح:

اب محدثین کرام کی تحقیق امام وکیع بن الجراح کے بارے میں ملاحظہ کریں۔

محدث ابن عساکر روایت لکھتے ہیں۔

أخبرنا أبو المظفر بن القشيري أنا أبو بكر البيهقي أنا الحاكم

أبو عبد الله نا أبو زكريا يحيى بن محمد العنبري نا جعفر بن محمد بن سوار نا عبد الصمد بن سليمان بن أبي بطر البلخي قال سالت أحمد بن حنبل عن يحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدي ووكيع بن الجراح والفضل بن دكين فقال ما رايت رجلا أحفظ من وكيع وكفاك بعبد الرحمن بن مهدي معرفة وإتقانا وما رأيت رجلا أروى بقوم من غير محاباة ولا أشد تثبتا في أمور الرجال من يحيى بن سعيد وأبو نعيم أقل الأربعة خطأ وهو عندي صدوق ثقة بموضع الحجة في الحديث۔

(تاریخ دمشق ۶۳/ ۷۳)

ترجمہ امام احمد بن حنبل سے یحیی بن سعید القطان، عبدالرحمن بن مہدی، وکیع، ابونعیم کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ وکیع سے زیادہ احفظ نہیں دیکھا، عبدالرحمن بن مہدی متقن، رجال کے ماہر یحیی بن سعید القطان ہیں اور ابونعیم سے غلطیاں بہت کم ہوتی ہیں۔

محدث ابن ابی حاتم لکھتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمن نا أبي نا أحمد بن أبي الحواري قال :أشهد على أحمد بن حنبل أنه قال :الثبت عندنا بالعراق وكيع بن الجراح، ويحيى ابن سعيد، وعبد الرحمن بن مهدي.

ترجمہ: امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ عراق میں رویات کرنے میں سب سے مضبوط وکیع بن الجراح، اور یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی ہیں۔

(الجرح وتعدیل ۱/ ۲۳۱)

امام احمد کے قول سے یہ معلوم ہوا کہ عراق میں روایت کرنے میں سب سے مضبوط وکیع بن الجراح ہیں۔

امام ابوزرعہ الرازی سند روایت کرتے ہیں۔

أخبرني أحمد بن أبي الحواري قال:سمعت أحمد بن حنبل ----ذلك ليحيى بن معين فقال الثبت بالعراق وكيع.

(تاریخ ابوزرعہ الرازی ۱۱۸۶)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل کی طرح امام ابن معین سے سنا کہ عراق میں سب سے ثبت امام وکیع بن جراح ہی ہیں۔

محدث ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔

قال وقرأت على الحسن بن ابي بكر عن أحمد بن كامل القاضي نا بشر بن موسى قال سمعت أبا عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل يقول ما رأيت رجلا قط مثل وكيع في العلم والحفظ والإسناد والأبواب مع خشوع وورع۔

(تاریخ دمشق ۶۳/ ۷۳)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میں نے علم، حفظ، اسناد و ابواب، خشوع اور تقوی میں وکیع کے مثل نہیں دیکھا۔

مذکورہ بالا تحقیق سے واضح ہوگیا ہے کہ محدثین کرام نے عبدالرحمن بن مہدی اور امام وکیع کو یحیی بن سعید سے زیادہ احفظ و متقن کہا ہے۔

امام ابن عساکر روایت نقل کرتے ہیں۔

وأنا الحسن بن أبي بكر أنا أبو سهل بن زياد نا جعفر بن أبي عثمان الطيالسي قال قلت ليحيى بن معين إذا اختلف يحيى القطان ووكيع قال القول قول يحيى قلت إذا اختلف عبد الرحمن ويحيى قال يحتاج من يفصل بينهما قلت أبو نعيم وعبد الرحمن قال يحتاج من يفصل بينهما۔

(تاریخ دمشق ۳۲/ ۴۳۲)

ترجمہ :امام یحیی بن معین سے پوچھا کہ جب یحیی القطان اور وکیع میں اختلاف ہوجائے ،تو امام ابن معین نے فرمایا کہ قول یحیی القطان کو ترجیح ہوگی، پھر پوچھا کہا گر عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان کے درمیان اختلاف ہوتو محدث ابن معین نے جواب میں کہا کہ پھر ایسے شخص کی طرف رجوع کرو جو یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی کے درمیان اختلاف میں کسی ایک قول کو ترجیح دے سکتا ہو۔

مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ امام ابن معین کے نزدیک اگر یحیی بن سعید القطان اور وکیع بن الجراح کے درمیان اختلاف ہوتو ترجیح یحیی بن سعید القطان کو ہوگی مگر جب اختلاف عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان کے درمیان ہوتو پھر خود سے ترجیح نہ دو کیونکہ دونوں ہم پلہ ہیں بلکہ ایسے راوی یا محدث کے قول سے استفادہ کرو کہ جو ان دونوں کے اقوال کے درمیان کسی ایک کو ترجیح دے سکے۔ابن معین نے واضح طور پر بیان کیا کہ یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی کے درمیان اختلاف ہوتو ترجیح کوئی ماہر محدث ہی دے سکتا ہے کیونکہ دونوں ہم پلہ اور برابر ہیں کسی کے قول کو مطلقا ترجیح نہیں دی جاسکتی جیسے کہ یحیی بن سعید القطان اور وکیع کے درمیان ترجیح یحیی بن سعید قطان کے قول کو ہوتی ہے۔

اب اس مقام پر یہ بات واضح رہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کی پیش کردہ مسند امام احمد بن حنبل کی حضرت ھلب الطائی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یحیی بن سعید القطان کے ایک طرق میں علی صدرہ کے الفاظ ہیں (جبکہ دوسرے طرق مستخرج الطوسی میں علی صدرہ کے الفاظ ہی ثابت نہیں ہیں)مگر عبدالرحمن بن مہدی کے طرق میں علی صدرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔تو دونوں روایات میں علی صدرہ کے الفاظ میں اختلاف ہوگیا،اب اس میں ترجیح تو واضح طور پر امام ابن معین کے قول کے مطابق کسی ایک کو نہیں ہوگی۔اب ابن معین کے قول کے مطابق کسی دوسرے ماہر سے اس کے قول میں ترجیح دینے والے اصول کو مدنظر رکھا جائے تو عبدالرحمن بن مہدی کی متابعت وکیع اور دیگر ثقہ راویوں نے علی صدرہ کے الفاظ نہ بیان کرنے میں کی ہے،اس لیے ترجیح عبدالرحمن بن مہدی کے قول ہوگی جس میں علی صدرہ کے الفاظ موجود

نہیں ہیں۔

یہ ترجیح بھی اس وقت ہوگی جبکہ یحیی بن سعید القطان کی روایت میں ھذہ علی صدرہ کے الفاظ ثابت ہو جبکہ مستخرج الطوسی کی روایت میں یحیی بن سعید القطان نے ھذہ علی صدرہ کے الفاظ بیان نہیں کیے،اس لیے ان اصولوں کے تحت کفایت اللہ سنابلی صاحب کا ویسے ہی قرینہ اور ترجیح کے نکتہ کو بیان کرنا فضول ہے۔

چوتھا قرینہ کی تحقیق:

سنابلی صاحب نے جو چوتھا قرینہ پیش کیا ہے۔

زیادتی کا دیگر روایات کے منافی نہ ہونا۔(انوار البدر ص ۲۵۸)

عرض ہے کہ زیر بحث روایت کا بھی یہی حال ہے،کیوں کہ امام یحیی بن سعید اور امام ثوری نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی روایت میں کسی بھی روایت میں اس بات کا انکار نہیں ہے۔(انوار البدر ص ۲۵۹)

جواب:

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد صاحب اپنے اس اصول کو خود بھی علی الاطلاق نہیں مانتے۔کسی راوی کا روایت میں اضافہ اور منافی بیان کرنا تو ثقہ کی زیادت کی بحث میں آتا ہے۔اگر غیر مقلد سنابلی صاحب اپنی دوسری کتاب کا خود بھی مطالعہ کرلیں تو انھیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ بھی اس قرینہ کو علی الاطلاق اصول کے منکر ہیں۔کم از کم غیر مقلد ارشاد الحق اثری صاحب کی کتاب توضیح الکلام ہی پڑھ لی ہوتی۔اس طرح کی باتوں سے عوام الناس کو بہکانہ صحیح نہیں۔مزید یہ کہ مستخرج الطوسی کی روایت میں یحیی بن سعید القطان نے ھذہ علی صدرہ کے الفاظ بیان نہیں کیے۔ان الفاظ کو اپنے اصولوں کے تحت پہلے ثابت کریں پھر ان قرینہ اور ترجیح کے اصولوں پر بات کیجئے۔

پانچواں قرینہ کی تحقیق:

سنابلی صاحب نے جو پانچواں قرینہ پیش کیا ہے۔

عرض ہے کہ زیر بحث حدیث میں امام یحیی بن سعید نے قولا سینے پر ہاتھ باندھنے کا

ذکر کر کے اسے فعلاً بھی بیان کیا اور باقاعدہ سے عملی شکل میں کر کے بھی بتلایا۔یعنی دو بار تکرار کے ساتھ اسے بیان کیا ہے،اور ایک بار قولا اور ایک بار فعلاً،لہذا یہ تکرار بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس بات کے بیان میں ان سے وہم نہیں ہوا،ورنہ وہ اتنے اہتمام کے ساتھ اسے مکرر بیان نہ کرتے۔(انوار البدر ص ۲۶۰)

جواب:

عرض یہ ہے کہ مذکورہ مسند امام احمد بن حنبل کی روایات میں یحیی بن سعید القطان نے نہ تو قولاً اور نہ ہی فعلاً سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے۔یحیی بن سعید القطان نے ہاتھ باندھنے کا تو ذکر کیا ہے۔

امام احمد کی روایت کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

وَصَفَ يحيى :الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصَلِ۔

(مسند احمد ۳۶/ ۲۹۹،والتحقیق لابن جوزی ۱/ ۳۳۸ رقم ۴۳۴)

ترجمہ:یحیی (القطان) نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ یعنی گٹھ پر رکھ کر (عملاً) بتایا۔

یحیی بن سعید القطان نے تکرار کے ساتھ بھی سینے پر ہاتھ نہیں باندھا بلکہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھ کر بتایا۔جناب ہاتھ باندھنے اور سینے پر ہاتھ باندھنے میں بہت فرق ہے۔آپ نے ساتویں قرینہ میں دجل وفریب سے کام لیا ہے۔اختلاف ہاتھ باندھنے پر نہیں بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنے پر ہے اور وہ بھی نماز کے اندر۔یحیی بن سعید القطان کے عمل میں نہ تو نماز کا تذکرہ ہے اور نہ ہی سینے پر ہاتھ باندھنے کا۔جب کہ یحیی بن سعید القطان کے ثقہ شاگرد محدث محمد بن بشار البندار نے علی صدرہ کے الفاظ ہی بیان نہیں کیے۔جس سے آپ کے تمام بیان کردہ قرائن کی کوئی حیثیت علمی میدان میں نہیں رہتی۔

چھٹا قرینہ کی تحقیق:

سنابلی صاحب نے جو چھٹا قرینہ پیش کیا ہے۔

ٹھیک اسی طرح زیر بحث حدیث میں بھی دیگر الفاظ اس زیادتی کی صحت ومقبولیت

پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ کہ اسی حدیث میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے تذکرے کے ساتھ ساتھ،دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر بھی رکھنے کی صراحت ہے،جس پر کسی کو کلام نہیں۔ظاہر ہے کہ جب نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں گے تو وہ ہاتھ جسم کے کسی نہ کسی حصے پر لازماً آئے گا۔ایسی صورت میں اگر کسی روایت میں یہ ذکر ہو گیا کہ یہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے گئے تو اس میں ہاتھ باندھنے ہی کی تفصیل ہے۔یہ کوئی ایسی علاحدہ چیز نہیں ہے،جس کا حدیث کے دیگر الفاظ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو،لہذا یہ زیادتی حدیث کے دیگر الفاظ کے ساتھ مرتبط ہے۔بنابریں اس سے مرتبط اور ہم آہنگ حدیث کے دیگر الفاظ بھی اس کی مقبولیت پر دلیل ہیں۔

(انوار البدر ص ۲۶۲)

جواب:

عرض یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں تو وہ جسم کے کسی نہ کسی حصہ پر تو آئے گا۔مگر اختلاف نماز کے اندر ہاتھ کا باندھنے کا ہے؟اور کفایت اللہ سنابلی صاحب تو امام وکیع کی اس روایت کو بھی مرجوع مان چکے ہیں جس میں نماز کا ذکر ہے مگر سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر موجود ہی نہیں ہے جبکہ ابن الجوزی کی کتاب التحقیق میں بھی تحریف ہے۔

مزید عرض یہ ہے کہ سنابلی صاحب کے پیش کردہ تمام قرائن کی بنیاد یحیی بن سعید القطان سے مروی مسند امام احمد کی روایت ہی ہے جس پر تفصیل سے کلام پیش کیا گیا ہے۔مزید یہ کہ محدث امام ابو علی الطوسی نے اپنی کتاب مستخرج الطوسی میں اسی حدیث کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے اور یحیی بن سعید القطان سے روایت نقل کی ہے مگر اس میں "علی صدرہ" کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

أَرنا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْهُلْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى۔

(مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۶، رقم ۱۰۲ / ۲۳۴)

ترجمہ۔حضرت ھلب الطائیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز سے) فارغ ہو کر دائیں اور بائیں (دونوں) طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا ہے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

سند کی تحقیق

اس روایت کے ۲ راویوں کی مختصر اتوثیق ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔مصنف کتاب ابوعلی الطوسی:

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

الإِمَامُ الحافِظُ المجَوِّدُ، أَبُو عَلِي، الحسَنُ بنُ عَلِي بنِ نَصرِ بن مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِي. (سیر أعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۷۷، رقم ۲۷۰۱)

۲۔بندار محمد بن بشار:

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

الإِمَامُ، الحافِظُ، رَاوِيَةُ الإِسْلاَمِ، أَبُو بَكْرٍ العَبْدِيُّ، البَصرِيُّ بُنْدَارٌ۔
(سیر أعلام النبلاء ج ۹ ص ۵۰۸ رقم ۲۰۱۵)

ابن خزیمہ فرماتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ: سَمِعْتُ بُنْدَاراً يَقُوْلُ: اخْتَلَفْتُ إِلَى يحيَى القَطَّانِ -ذَكَرَ أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ سَنَةً- (سیر أعلام النبلاء ج ۹ ص ۵۰۸ رقم ۲۰۱۵)

ترجمہ: ابن خزیمہ کہتے ہیں: میں نے بندار کو یہ کہتے سنے ہے: میں یحیی بن سعید القطان کے پاس ۲۰ سال تک آتا جاتا رہا۔

اس سند میں یحیی بن سعید القطان کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل کی بجائے ثقہ محدث محمد بن بشار البندار ہیں۔اور ان کی روایت میں" علی صدرہ "کے الفاظ موجود ہی نہیں

ہیں۔اب تو یہ معاملہ ہوا کہ محمد بن بشار البندار ۲۰ سال تک امام یحیی بن سعید القطان سے علم اخذ کرتے رہے اور ان کی طویل صحبت میں رہے۔اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مسند امام احمد میں علی صدرہ کے الفاظ کسی راوی یا کتاب کی خطا قدیم نہیں ہے تو پھر بھی محمد بن بشار البندار ی کی روایت کو بسبب طویل صحبت ترجیح ہوگی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ روایت میں" علی صدرہ "کا اضافہ نہ تو سفیان ثوری اور نہ ہی امام یحیی بن سعید القطان نے بیان کیا ہے۔،جبکہ غیر مقلد سنابلی صاحب نے اپنی کتاب میں بہت زور اس بات پر لگایا کہ سفیان ثوری کے شاگردوں میں یحیی بن سعید القطان ہی اثبت ہیں اور انکی زیادت قبول ہوگی۔جبکہ یہ زیادت یحیی بن سعید القطان کی وجہ سے نہیں بلکہ مسند امام احمد کے راویوں یا کاتبین کی وجہ سے ہے۔جیسا کہ محققین نے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے کہ "علی صدرہ "کی اضافت محفوظ نہیں۔

جب یحیی بن سعید القطان سے "علی صدرہ "کے الفاظ کی زیادتی ثابت ہی نہیں تو ان قرائن کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

ساتواں قرینہ کی تحقیق:

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب نے جو ساتواں قرینہ پیش کیا ہے۔

زیر بحث حدیث کے بھی متعدد شواہد ہیں،جیسا کہ اس کتاب میں انھیں بیان کیا گیا ہے۔(انوار البدر ص ۲۶۲)

جواب:

عرض یہ ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ اصول بھی اس جگہ پر ان کی حدیث کو ثابت نہیں کرسکتا۔

اول :اس حدیث میں علی صدرہ کی زیادت تو ثابت نہیں ہے۔جس روایت کی طرف کفایت اللہ سنابلی صاحب شاہد ہونے کا اشارہ کررہے ہیں وہ خود ضعیف اور شاذ روایت ہے۔

دوم : یحیی بن سعید القطان کی اپنی سند سے مروی روایت میں بھی علی صدرہ کی زیادت مستخرج الطوسی میں موجود نہیں ہے۔

سوم : کفایت اللہ سنابلی صاحب وہ اصول پیش کریں جو ان کے اکابرین اور علماء کرام کو بھی قبول ہوں۔

۱۔غیر مقلدی گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

شاذ سے شاذ کو تقویت نہیں پہنچتی۔(خیر الکلام ص ۴۵-۴۶)

۲۔غیر مقلد خبیب احمد صاحب لکھتے ہیں:

شاذ، شاذ سے مل کر حسن نہیں بنتا۔(مقالات اثریہ ص ۴۱۲)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب کے پیش کردہ قرائن علی الاطلاق درست نہیں اور انکے اکابرین بھی ان سے متفق بھی نہیں ہیں۔

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی لکھتا ہے۔

بعض لوگ حد درجہ جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر سلام پھیرنے کے بعد ہوا ہے۔(انوار البدر ص ۲۶۵)

مسند امام احمد کی زیر بحث روایت کی تشریح کے لیے اشرفی صاحب نے معجم کبیر کی روایت دیکھنے کی زحمت کر لی لیکن انھیں توفیق نہیں ملی کہ مسند احمد ہی میں دوسرے مقام پر اسی حدیث کے ان الفاظ کو بھی دیکھ لیتے جن میں یہ پوری صراحت ہے کہ ہاتھ باندھنے والی کیفیت نماز کے اندر ہی ک ہے اور اسی کیفیت کا محل مسند احمد کی زیر بحث روایت میں سینے کو بتلایا گیا ہے، جس سے صاف صاف واضح ہو جاتا ہے کہ ہاتھ باندھنے اور سینے پر ہاتھ باندھنے دونوں کا تعلق نماز کے اندر کے اعمال سے ہے۔(انوار البدر ص ۲۶۸-۲۶۹)

اشرفی صاحب کا استدلال باطل بلکہ بہت ہی مضحکہ خیز ہے، کیونکہ کہ ان کی پیش کردہ معجم کبیر کی روایت میں اس بات کی صراحت ہرگز نہیں ہے کہ ہاتھ باندھنے کا عمل نماز کے بعد کا تھا۔بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ راوی نے اپنی اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال و جواب

کا ذکر کیا اور روایت کے اخیر میں ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے اور نماز کا ذکر نہ سوال و جواب والی بات میں ہے اور نہ ہی ہاتھ باندھنے والی بات میں۔پھر اشرفی صاحب کو کس نے بتا دیا کہ یہ باتیں کس نماز کے بعد کی ہیں۔اگر آپ کہیں کہ دوسری حدیث میں نماز کا ذکر آیا ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ دوسری حدیث میں نماز کا ذکر آیا ہے و ہم کہہ سکتے ہیں دوسری حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ہاتھ باندھنے کا یہ عمل نماز کے اندر کا تھا۔واضح رہے کہ اشرفی صاحب کی پیش کردہ معجم کبیر کی روایت میں صرف ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے اور ہاتھ باندھنے کی جگہ کا ذکر نہیں ہے۔(انوار البدر ص ۲۷۰)

جواب:

عرض یہ ہے کہ سنابلی صاحب نے جو اعتراضات جس مصنف پر کئے وہ تو ان کے جوابات دینے کے مجاز ہیں۔مگر فی الوقت اس پر علمی تحقیق بات یہ ہے کہ سنابلی غیر مقلد کو اپنی روایت کا خود ہی نہیں معلوم کہ ان کی پیش کردہ مسند احمد کا متن کیا ہے؟ اور اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔اس روایت میں

یَنْصرِفُ عن یَمِینِہِ وَعَنْ یَسَارِہِ وَرَأَیْتُہُ، یَضَعُ ھٰذِہِ عَلٰی صَدرہ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں ہر دو اطراف سے پھرتے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر رکھتے تھے۔

ہم تو طالبعلم ہیں، زیر بحث حدیث کے مطلب کا معنی بھی معلوم ہے۔مگر آپ جیسے غیر مقلدین کے محقق کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نماز میں دائیں اور بائیں طرف کب پھرا جاتا ہے۔یہ تو ایک عام مقتدی کو معلوم ہے کہ نماز میں دائیں بائیں صرف نماز سے فارغ ہونے کے وقت کیا جاتا ہے اور سلام سے قبل قعدہ کی کیفیت ہوتی ہے۔اور قعدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جاتے ہیں یہ تو ایک عام مسلمان کو بھی معلوم ہے۔غیر مقلد سنابلی صاحب نے بہت معصومیت کے ساتھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۷ رقم ۷۳۲ سے ایک مثال دی ہے کہ اگر حدیث میں افعال کی ترتیب صحیح نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسی ترتیب سے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

عرض یہ ہے کہ سنابلی صاحب کا یہ استدلال بھی غلط ہے کیونکہ اول تو ان کو تمام استدلال تو اس

وقت پیش کرنے چاہیے جب یحیی بن سعید القطان سے یہ الفاظ ثابت ہوں۔مزید یہ کہ راوی اپنا مشاہدہ پیش کر رہا ہے۔مشاہدہ اور روایت میں فرق ہوتا ہے۔

اعتراض:

غیر مقلد سنابلی صاحب انوار البدر ص ۲۷۲-۲۷۳ پر لکھتے ہیں۔

"نیز ابن الجوزی کی روایت کے الفاظ پیش کیے جا چکے ہیں جس میں ہے "یَضَعُ هَذِهِ عَلٰی هَذِهِ علی صَدره" اس ہاتھ کو اس ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھتے تھے۔ التحقیق فی اَحادیث الخلاف ج ا ص ۳۳۸ اسنادہ صحیح۔

لیجئے جناب اس میں هَذِهِ عَلٰی هَذِهِ یعنی دونوں ہاتھوں کا ذکر ہے اور اس کے بعد علی صدرہ کے الفاظ بھی ذکر ہیں۔اس سے واضح ہوگیا کہ مسند امام احمد کی روایت میں مذکور هذہ میں دونوں ہاتھ مراد ہے اس لئے صدرہ کو دوسرا ہاتھ بنانے کے لئے اسے هذہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ ابن الجوزی کی کتاب التحقیق فی احادیث الخلاف سے جو روایت نقل کی ہے جس میں "یَضَعُ هَذِهِ عَلٰی هَذِهِ علی صَدره" یعنی اس ہاتھ کو اس ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھتے تھے، وہ دراصل سند کے ساتھ مسند احمد کی روایت ہی نقل کی ہے۔

کتاب "التحقیق فی احادیث الخلاف" میں تحریف

کتاب "التحقیق فی احادیث الخلاف" کے مطبوعہ نسخوں میں "میں "علی هذه" کے الفاظ زیادہ ہیں جو تحریف لفظی کے مترادف ہے۔اس کے شواہد پیش خدمت ہیں۔

اول: ابن الجوزی نے اسی کتاب جامع المسانید میں یہ ہی روایت مسند امام احمد سے نقل کی ہے۔مگر اس میں "هذه علی هذه علی صدره" نہیں بلکہ "هَذِهِ عَلٰی صَدره" کے الفاظ ہیں۔

الحديث الثالث :حَدَّثَنَا احمد قَالَ حَدَّثَنَا يحيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصرِفُ عن يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ، يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدره :وَصف يحيَى :الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ المفْصَلِ۔ (جامع المسانید للجوزی ۷ / ۳۱۹، رقم ۶۶۶۸)

دوم: امام ذہبی نے بھی یہ روایت اپنی کتاب تنقیح التحقیق میں نقل کی ہے۔مگر اس میں هذه علی هذه علی صدره نہیں بلکہ هَذِهِ عَلٰی صَدره کے الفاظ ہیں۔

الثوري وغيره، نا سماك، عن قبيصة بن هلب، عن أبيه :" رأيت رسولَ اللهِ يضعُ هذه على صدره - ووصفَ يحيى القطانُ اليمنَى على اليسرَى فوقَ المفصلِ"

(تنقیح کتاب التحقیق فی اَحادیث التعلیق للذہبی ۱ / ۱۳۹)

یہ نکتہ یاد رہے کہ علامہ ذہبی کی کتاب تنقیح ابن الجوزی کی کتاب التحقیق پر ہے۔اس لیے علامہ ذہبی کے پاس بھی التحقیق کا جو قلمی مخطوط تھا، اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

سوم: ابن الھادی نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب میں امام احمد سے نقل کیا ہے۔مگر اس میں هذه علی هذه علی صدره نہیں بلکہ هَذِهِ عَلٰی صَدره کے الفاظ ہیں۔

الحديث الثَّاني :قال أحمد ثنا يحيى بن سعيد ثنا سفيان قال حدَّثني سماك عن قبيصة بن هلب عن أبيه قال :رأيت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يضع هذه على صدره. ووصف يحيى اليمنى على اليسرى، فوق المفصل۔

(تنقیح التحقیق فی اَحادیث التعلیق ۲ / ۱۴۳، رقم ۶۶۴)

علامہ ذہبی اور ابن الھادی دونوں نے ابن الجوزی کی کتاب پر تحقیق کی اور اس میں صرف هَذِهِ عَلٰی صَدره کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

چہارم: حافظ ابن کثیر نے بھی مسند امام احمد بن حنبل کی یہ روایات اپنی کتاب میں نقل کی ہے مگر اس میں هذه علی هذه علی صدره نہیں بلکہ هَذِهِ عَلَى صَدره کے الفاظ ہیں۔ 134

حدثنا يحيى بن سعيد، عن سفيان، حدثني سماك، عن قبيصة بن هلب، عن أبيه. قال رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ينصرف وعن شماله ورأيته يضع هذه على صدره، وصف يحيى اليمين على اليسرى فوق المفصل۔

(جامع المسانید لابن کثیر ۸ / ۳۶۶، رقم ۱۰۵۶۸).

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ابن الجوزی التحقیق فی احادیث الخلاف میں میں" هذه علی" کے الفاظ شائع نسخہ میں اضافہ اور لفظی تحریف ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا غلط اور مردود ہے۔

التحقیق فی احادیث الخلاف کا مکتبہ ظاہریہ کا قلمی عکس

مکتبہ ظاہریہ کے اس نسخہ کی تاریخ نسخ ۶۱۳ھ ہے۔ اس کا صفحہ ۸۹ ملاحظہ کریں۔

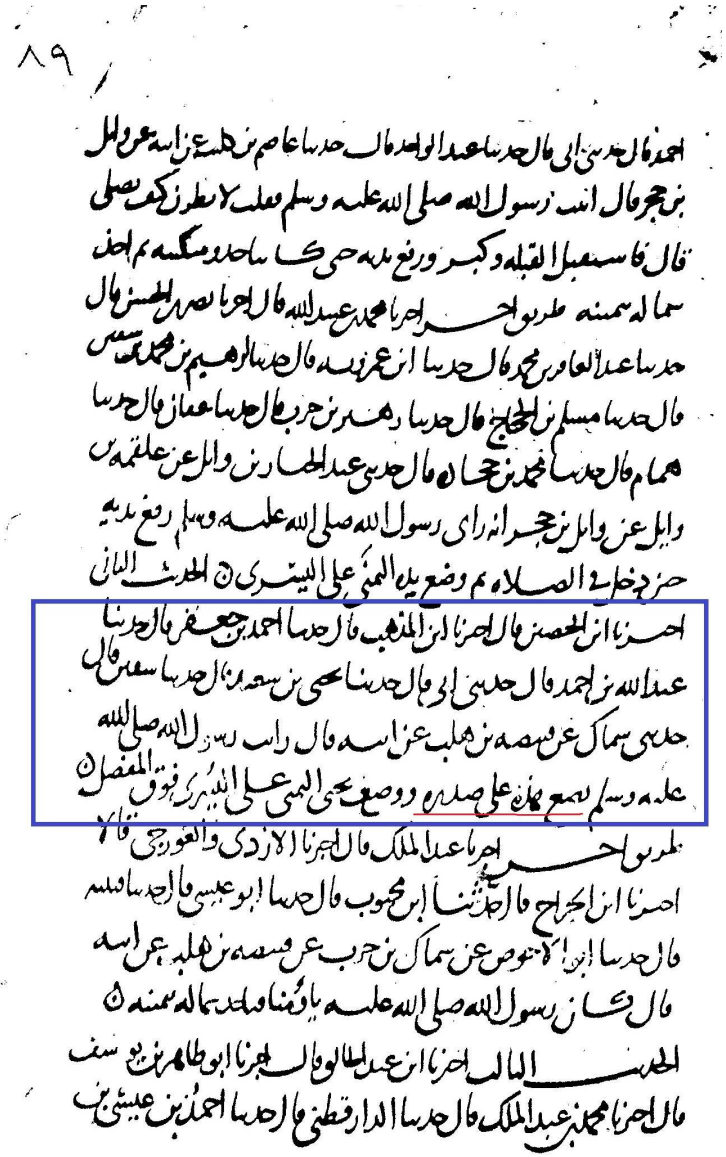

التحقیق فی احادیث الخلاف کا دار الکتب المصریہ کا قلمی عکس

دار الکتب المصریہ کے اس نسخہ کی تاریخ نسخ ۶۲۴ھ ہے اور اس کا ناسخ احمد بن دائم المقدسی ہیں، اس کا صفحہ ۶۵ ملاحظہ کریں۔

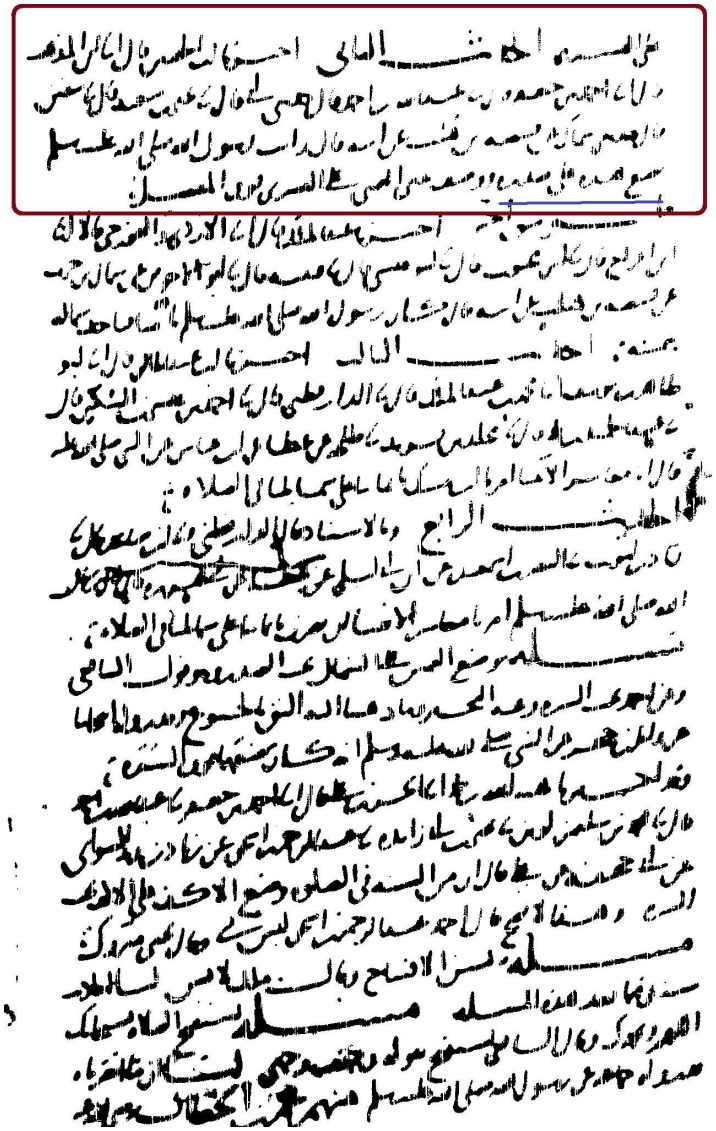

التحقیق فی احادیث الخلاف کا مکتبہ الملک فہد کا قلمی عکس

اس مخطوط کا صفحہ 228 ملاحظہ کریں۔

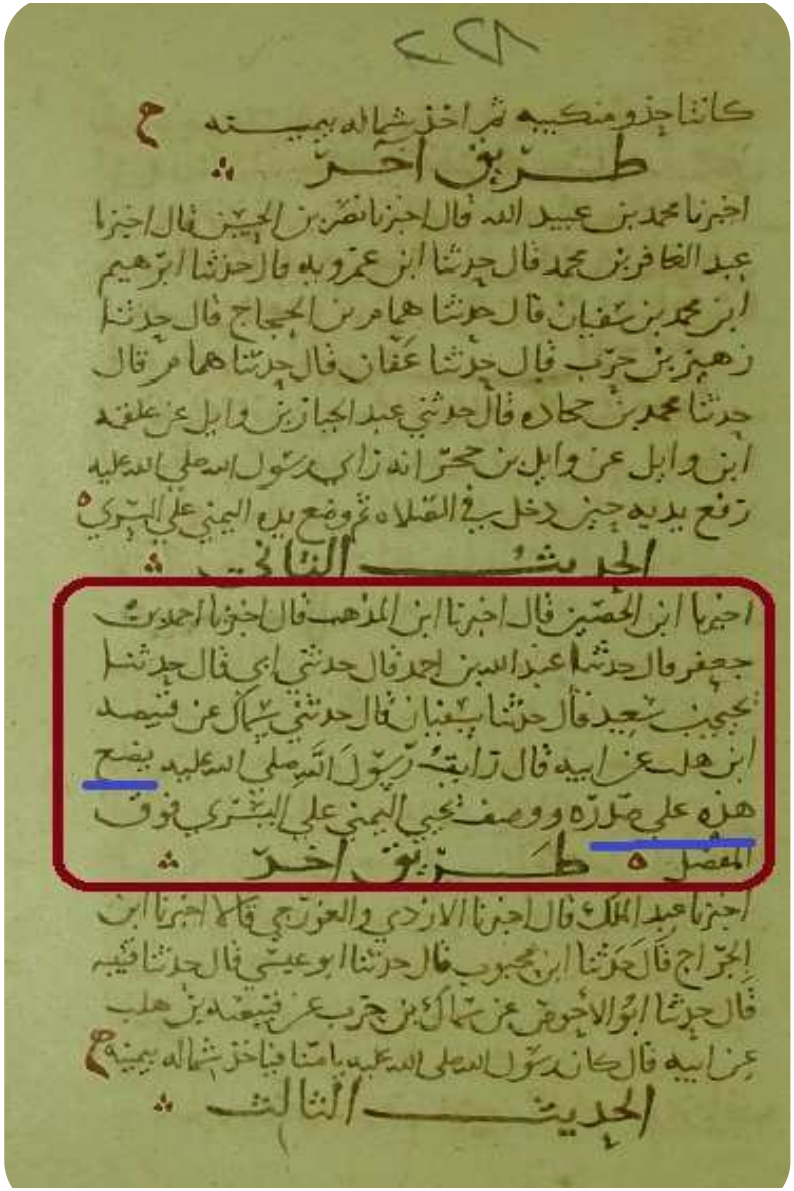

136

سماک بن حرب پر جرح

1	امام سنانؒ	یضعفه	معرفۃ الرواۃ، رقم ۱۰۴
2	امام احمد	حدیث سماک بن حرب مضطرب	المعرفۃ والتاریخ ۲/ ۶۳۸
3	امام دارقطنیؒ	سیئی الحفظ	العلل ۴/ ۱۲۰ قلمی
4	امام ابن عمارؒ	یقولون إنه کان یغلط و یختلفون فی حدیثه	تاریخ البغداد ۹/ ۲۱۶
5	امام عقیلیؒ	ذِکره فی کتاب الضعفاء الکبیر	الضعفاء للعقیلی ۲/ ۱۷۸
6	امام نسائیؒ	کان اختلط	السنن المجتبیٰ ۸/ ۳۱۹
		لیس بالقوی و کان یقبل التلقین	سنن الکبریٰ رقم ۸۵
		لیس ممن یعتمد علیه اذا انفرد بالحدیث	خصائص علی ص ۶۴ رقم ۴۳
		سماک بن حرب کان یلقن بأخرة	خصائص علی ص ۶۴ رقم ۴۳
		فإذا انفرد بأصل لم یکن حجة لأنه کان یلقن فیتلقن	تحفۃ الاشراف ۲۲۳۸
7	امام ابن حبانؒ	یخطئ کثیراً	کتاب الثقات ۴/ ۳۳۹
8	امام بزارؒ	و کان قد تغیر قبل موته	اکمال علی تہذیب ۲۲۳۸
9	امام جوزیؒ	ذِکره فی کتاب ضعفاء	کتاب ضعفاء ۲/ ۲۶
10	امام ابن حزمؒ	یضعفه	المحلیٰ ابن حزم ۶/ ۳۰۵
11	امام سفیان ثوریؒ	کان بعض الضعف	الکامل ابن عدی ۳/ ۱۲۹۹

12	یعقوب بن شیبۃؒ	وروایته عن عکرمه و خاصته مضطرب وهوفی غیر عکرمه صالح ولیس من المثبتین	تہذیب الکمال ۸/ ۱۳۱
13	ابن رجب الحنبلیؒ	یضطرب فی حدیث سماک	شرح علل ابن رجب ۱/ ۴۸۸
14	ابن خلفونؒ	جملة الثقات زاد: تکلم فی حفظ	اکمال ۲۳۸
15	امام ذہبیؒ	ذِکره فی المغنی ضعفاء	المغنی ۲۶۴۹
16	امام ابن المدینیؒ	لم یروعنه غیر السماک	حاشیہ کتاب العلل ص ۹۳
17	امام مسلمؒ	وممن تفرد عنه سماک بن حرب بالراویة	المنفردات ص ۱۴۳

نتیجہ۔

مندرجہ بالا تفصیل سے سماک بن حرب کے بارے میں مختلف آراء سامنے آتی ہیں۔

(۱) سماک بن حرب کا ثقہ نہ ہونا۔

(۲) آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا۔

(۳) تلقین قبول کرتا تھا۔

(۴) جب کسی حدیث میں منفرد ہو تو وہ حجت نہیں ہوتی ہے۔

زبیر علیزئی کو ان تمام علتوں کی تعدیل ضرور پیش کرنی ہوگی وگرنہ اسکی توثیق غیر صحیحین کی روایت میں ثابت نہ ہوگی۔ صرف سماک بن حرب کو ثقہ ثابت کرنے اور حافظہ خراب ہونے سے قبل کی روایت صحیح سے بھی زبیر علی زئی کا کام نہیں چلے گا جب تک کہ اس راوی پر دیگر اعتراضات قائم ہیں۔

سماک بن حرب کا ضعیف راوی ہونے کی بحث

امام احمد بن حنبل سے معرفتہ والتاریخ ۲ / ۸ ۶۳ اور امام یعقوب بن شیبۃ سے تہذیب الکمال ۸ / ۱۳۱ پر یہ صراحتاً منقول ہے کہ سماک بن حرب حدیث میں مضطرب ہے۔ زبیر علیزئی غیر مقلد نے صفحہ ۴۳ پر امام یعقوب بن شیبۃ کے قول سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ سماک بن حرب کا اضطراب صرف سماک عن مکرمہ (عن ابن عباس) سے تعلق ہے۔ مگر زبیر علیزئی غیر مقلد کا یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کیونکہ امام احمد بن حنبلؒ نے مطلقاً سماک بن حرب کو مضطرب الحدیث کہا ہے لہٰذا امام احمد بن حنبل کی جرح کو عن عکرمہ سے منسلک کرنا باطل ہے۔

دوسرا امام یعقوب بن شیبۃ نے یہ صاف لکھا ہے کہ "وھو فی غیر عکرمۃ صالح و لیس من المثبتین" یعنی عکرمہ کے علاوہ صالح ہے مگر مضبوط نہیں ہے۔ یعنی انکی عکرمہ کے علاوہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا یعقوب بن شیبۃ کے قول سے کم از کم جرح مفسر تو ثابت ہوئی۔ اور اس لئے مفسر جرح ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ جب تک کہ تعدیل مفسر ثابت نہ ہو جائے۔

نوٹ۔ زبیر علیزئی غیر مقلد اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام اور حکم صفحہ ۴۳ پر یہ جرح مفسر مانتے ہیں کہ سماک بن حرب کی عن عکرمہ عن ابن عباس والی احادیث ہی مضطرب ہوتی ہیں۔ ہم آگے چل کر اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ محدثین کرام نے تو سماک عن عکرمہ عن ابن عباس کی روایت کی تصحیح کی ہے۔ جبکہ زبیر علیزئی غیر مقلد اس سند کو صحیح نہیں مانتے۔ مگر زبیر علی زئی سے یہ سوال ضرور ہوگا کہ مفسر جرح کا اعتبار ہوگا یا دوسرے محدثین اکرام کے عام تعدیلی اقوال کا؟ عموم کا اعتبار ہے یہ خصوص کا؟ مگر ہمیں معلوم ہے کہ غیر مقلدین حضرات ضدی ہوتے ہیں اور حق بات ماننے سے اکثر گریز کرتے ہیں اگرچہ ان کا موقف یہ ہی ہوتا ہے کہ ہم حق بات کو مانتے ہیں۔ اللہ ہمیں ہٹ دھرمی اور مسلکی تعصب سے بچائے۔

سماک بن حرب کا روایت میں منفرد ہونا وجہ ضعف

سماک بن حرب پر امام المحدثین نسائیؒ کی مفسر جرح موجود ہے۔ امام نسائیؒ سماک کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(۱) لیس بالقوی و کان یقبل التلقین۔ (السنن المجتبیٰ رقم ۵۶۸۰)

(۲) لیس ممن یعتمد علیہ اذا انفرد بالحدیث لانہ کان یقبل التلقین۔ (سنن الکبریٰ رقم ۸۵)

(۳) فاذا انفرد بأصل لم یکن حجۃ۔ (تحفۃ الاشراف رقم ۶۱۰۴)

محدثین کرام کا یہ اصول ہے کہ اگر ایک طرف جمع غفیر علماء و محدثین کرام کی تعدیل مبہم ہو مگر اس کے برعکس جرح مفسر ہو تو جرح مفسر ہی مانی جائے گی۔ اس اصول سے زبیر علیزئی غیر مقلد کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ زبیر علیزئی نے جن محدثین کرام سے سماک بن حرب کی توثیق نقل کی ہے وہ سر آنکھوں پر مگر امام نسائیؒ کی جرح مفسر "وہ کسی حدیث میں منفرد ہو تو قابل اعتماد نہیں" موجود ہے۔ ان تمام تعدیل کے باوجود امام نسائی کی جرح مفسر ہی راجح ہو گی۔ اگر اس روایت کو قبیصہ بن ھلب سے سماک بن حرب کے علاوہ کوئی اور شاگرد روایت کرے تو قابل قبول ورنہ یہ حدیث اس طریق سے قبول نہیں کی جائے گی اور اس سے استدلال ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اس روایت میں دیگر علتوں کے ہوتے ہوئے بھی اس روایت سے غیر مقلدین حضرات استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں جبکہ اہل سنت و جماعت اور غیر مقلدین حضرات کے مابین بحث نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا جب نفس مسئلہ پر یہ حدیث لاگو نہیں ہوتی تو اس روایت سے استدلال کرنا علمی خیانت اور دجل ہے۔

امام ترمذیؒ اور علامہ ابن رجبؒ کی مفسر جرح

امام ترمذی سماک بن حرب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"و ممن یضطرب فی حدیثه" یعنی اور وہ رواۃ جو کہ مضطرب الحدیث ہیں۔

اس عنوان کے بعد امام ترمذی نے سب سے پہلے سماک بن حرب کا نام درج کیا ہے۔

(شرح علل ترمذی ۱/۱۴۱)

حافظ ابن رجبؒ کی تحقیق:

امام ترمذی کے اس قول کی تشریح میں حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں۔"اور امام ترمذی نے اس باب میں ان راویوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کے حافظہ یا کثرۃ خطاء کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے۔ان میں سے کسی ایک روایت سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی جبکہ وہ منفرد ہو یعنی احکام اور علمی امور میں"۔(شرح علل ترمذی لاابن رجب ۱/۱۴۱)

حافظ ابن رجبؒ کے قول سے یہ واضح ہوگیا کہ جب سماک بن حرب کسی حدیث میں منفرد ہوگا تو اس سے حجت نہیں پکڑ جائے گی خصوصاً احکام اور علمی امور کے معاملے میں۔

لہٰذا اس مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ "سماک بن حرب" سے اس روایت میں "علی صدرہ" کے الفاظ کی زیادتی نقل کرنے میں خطا ہوئی ہے۔اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں اس کی روایت اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک اس روایت کی متابعت نہ ہو۔ اس لئے اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس روایت میں نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا تذکرہ نہیں ہے۔لہٰذا جب تک غیر مقلدین حضرات اس روایت میں نماز کا تذکرہ نہیں دکھاتے اس سے استدلال جہالت اور تحکم ہے۔

سماک بن حرب کے بارے میں تعدیلی اقوال کا جائزہ

زبیر علیزئی غیر مقلد نے سماک بن حرب کی ثقاہت کے بارے میں مختلف محدثین کرام کے اقوال نقل کہتے ہیں۔مناسب ہوگا کہ اصول اور ضوابط کے تحت انکا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔زبیر علی زئی کے پیش کردہ حوالہ جات کی تحقیق ملاحظہ کریں۔

اعتراض:

زبیر علی زئی لکھتا ہے۔

امام مسلم نے اسکی (سماک بن حرب کی) حدیث روایت کی ہے امام یحییٰ بن معین، امام عجلی اور ابن عدی نے اس کی ثقاہت بیان کی ہے۔

جواب۔

قائین کرام ایک نقطہ ذہن میں ضرور رکھیے کہ زبیر علیزئی غیر مقلد اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام صفحہ ۴۳ پر اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اور یعقوب بن شیبۃ کی جرح صرف سماک عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند پر ہے۔

جبکہ زبیر علیزئی غیر مقلد نے (۱) امام ترمذی (۲) امام حاکم (۳) امام ذہبیؒ (۴) امام ابن حبانؒ (۵) امام ابن خزیمہؒ اور (۶) ضیاء المقدسیؒ سے سماک بن حربؒ کی توثیق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔کیا یہ دجل اور فریب نہیں کہ نسبتاً تعدیل کو مطلقاً تعدیل بنا دیا جائے۔ان مذکورہ بالا محدثین کرام نے سماک عن عکرمہ عن ابن عباس والی سند کو صحیح لکھا ہے جبکہ خود زبیر علیزئی اس طریق اور سند کو ضعیف مانتا ہے۔

اب زبیر علیزئی غیر مقلد اسکا جواب دیں کہ امام احمد بن حنبل اور یعقوب بن شیبۃ کی مفسر جرح موثر ہوگی؟ یا ان محدثین کرام کی تعدیل جنھوں نے سماک عن عکرمہ عن ابن عباس والی سند کی تصحیح نقل کی ہے؟۔اُمید ہے کہ اس معمہ کا حل زبیر علیزئی غیر مقلد ضرور پیش

کرینگے ۔ یہ زبیر علی زئی کا علمی دھوکا ہے کہ جس سند کو خود ضعیف مانتے ہیں اسی سند کی تصحیح محدثین کرام سے اس لیئے پیش کی کہ اس سے سماک بن حرب کی توثیق ثابت کرنی تھی ۔اور عددی برتری کو ثابت کرنا تھا۔اگر یہ دجل اور فریب نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱)ابوعوانہؒ (۲)ابونعیم الاصبہانیؒ (۳)ابن سید الناسؒ (۴)ابن جارودؒ اور (۵)نوویؒ کے حوالوں کے بارے میں عرض ہے کہ زبیر علیزئی غیر مقلد ان محدثین کرام کی کتابوں میں تمام احادیث کو صحیح مانتے ہیں یا نہیں؟ ۔کیونکہ انکے اکابرین اور غیر مقلدین حضرات کا اس اصول سے بھی اختلاف ہے کہ ان مذکورہ کتاب کی تمام احادیث صحیح ہیں یا کہ نہیں جبکہ انھوں نے ان کتابوں کی بہت ساری روایات پر جرح کر رکھی ہے۔تفصیل کے لئے توضیح الکلام کا مطالعہ مفید رہے گا۔

سفیان ثوری کے قول کی تحقیق:

1۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ "سفیان ثوری "مایسقط لسماک بن حرب حدیث "سماک بن حرب کی کوئی حدیث ساقط نہیں ہوئی۔(تاریخ بغداد ۹ / ۲۱۵ وسندہ حسن لذاتہ)

اس قول پر حافظ ابن حجر کی تنقید (تھذیب التھذیب ۴ / ۲۰۵) عجیب وغریب ہے۔یاد رہے کہ سماک بن حرب پر ثوری کی جرح ثابت نہیں ہے۔(مقالات ۱ / ۴۳۳)

جواب۔

تاریخ بغداد کے حوالہ سے جس سند کو جناب "حسن لذاتہ "قرار دے رہے ہیں اس میں سلمہ بن شبیب سے روایت کرنے والا حسین بن ادریس کون ہے اگر تستری ہے تو وہ مجہول الحال ہے اور اگر حسین بن ادریس بن مبارک ہے تو ان کی آپس میں ملاقات کا ثبوت جناب فراہم کریں کس نے ان کے سماع کو بیان کیا ہے؟ سلمہ بن شبیب نیشابور اور مکہ کے مکین جبکہ حسین بن ادریس دمشقی اور ھروی ان کی ملاقات کا ثبوت جناب کے ذمہ ہے کیونکہ جناب اس سند کے حسن لذاتہ ہونے کے قائل ہیں لیکن یاد رہے کہ مجھے اپنے وسائل کی حد تک ان کی ملاقات کا ثبوت نہیں ملا، واللہ اعلم۔

مزید یہ کہ جناب کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس لئے عجیب وغریب معلوم ہوا کہ

جناب کے خلاف تھا؟

جناب اتنا بھی خفا ہونے کی ضرورت نہیں تھی یہ قول واقعتا سفیان ثوری نے "سماک بن فضل " کے بارے میں ہی کہا ہے، جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے "الجرح والتعدیل ۴/ ۲۸۱ " میں سماک بن فضل کے ترجمہ میں بسند ذکر کیا ملاحظہ ہو "حدثنا عبد الرحمن نا أبو عبد اللہ الطهرانی نا عبد الرزاق قال قال الثوري ایکاد یسقط سماک بن الفضل حدیثا"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تو یہی فرمارہے ہیں کہ یہ قول امام سفیان ثوری کا سماک بن حرب کے بارے میں نہیں بلکہ سماک بن فضل کے متعلق ہے تو جناب جب یہ بات ثابت ہے کہ امام سفیان ثوری نے یہ بات سماک بن فضل کے بارے میں کہی ہے تو پھر جناب کو عجیب و غریب کیوں محسوس ہوگیا؟ ہمارا جناب کو مشورہ ہے کہ آپ اپنے احساسات میں سے یہ بات نکال دیں کہ حافظ ابن حجر کا یہ قول عجیب وغریب ہے۔

مزید ملاحظہ ہو کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ بات "سماک بن فضل " کے ترجمہ میں نقل کی ہے (سیر اعلام النبلاء ۵ / ۲۴۹)۔اور اسی طرح حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بات کو "سماک بن فضل " کے متعلق ہی نقل کیا ہے۔(تھذیب الکمال ۱۲ / ۱۲۶)

امام یحیی بن معین کے قول کی تحقیق:

2۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ 'یحییٰ بن معین "ثقة"

(الجرح والتعدیل ۴ / ۲۷۹، وتاریخ بغداد ۹ / ۲۱۵ وسندہ صحیح) [مقالات ۱ / ۴۳۳]

جواب۔

عرض یہ ہے کہ امام یحییٰ بن معین سے جناب نے جہاں سے اس کی ثقاہت کو ذکر کیا وہاں ساتھ ہی اس کے ایک عیب کا بھی ذکر کیا گیا تھا کیا وہ جناب کس مقصد کی خاطر ترک کر گئے لیکن ہم علیزئی صاحب کے سامنے اس کا ذکر کر دیتے ہیں

"قال سمعت یحییٰ بن معین سئل عن سماک بن حرب مالذی عابه قال

أسند أحاديث لم يسندها غيره"

(تاریخ بغداد والجرح والتعدیل ایضا۔وسندہ صحیح عندالزئی)

سماک بن حرب امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا ثقہ ہے کہ اس میں یہ عیب پایا جاتا ہے کہ وہ بعض احادیث کو مسند بیان کرتا ہے مگر دوسرے لوگ ان کو مسند بیان نہیں کرتے ،گویا کہ اس میں کمزوری موجود ہے۔

ابوحاتم کے قول کی تحقیق:

3۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ "ابو حاتم الرازی "صدوق ثقة"

(الجرح والتعدیل ۴/ ۲۸۰)

جواب۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ثابت ہے یعنی ان کے نزدیک یہ "صدوق ثقة" ہے۔

امام احمد بن حنبل کے قول کی تحقیق:

4۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ "احمد بن حنبل "سماک أصلح حديثا من عبد الملک بن عمير" (الجرح والتعدیل ۴/ ۲۷۹۔ ۲۸۰ وسندہ صحیح)

جواب۔

امام احمد بن حنبل جس عبد الملک بن عمیر سے سماک بن حرب کی حدیث کو اصلح کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ "مضطرب الحديث جدا مع قلة روايته ما أرى له خمسمائة حديث وقد غلط في كثير منها"

(الجرح والتعدیل ۵/ ۳۶۱)

اب فیصلہ آسان ہو جاتا ہے کہ عبد الملک بن عمیر کم روایتیں کرنے کے باوجود سخت قسم کے اضطراب کا شکار تھا اس کی پانچ سو احادیث میں سے اکثر غلط تھیں۔

اور اس عبد الملک بن عمیر کے بارے میں اسحاق بن منصور کی روایت میں ہے کہ

"عن أحمد بن حنبل أنه ضعف عبد الملک بن عمير جدا" وفي رواية عنه "مخلط"۔ (الجرح والتعدیل ۵/ ۳۶۱)

اب مزید آسانی ہو جاتی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک عبد الملک بن عمیر سخت قسم کا مضطرب اور ضعیف ہے مگر سماک اس سے بہتر ہے۔ مگر ثقہ یا صحیح الحدیث نہیں۔

ابو اسحاق السبیعی کے قول کی تحقیق:

5۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ "ابو اسحاق السبیعی "خذوا العلم من سماک بن حرب" (الجرح والتعدیل ۴/ ۲۷۵، وسندہ حسن)۔

جواب۔

جناب علیزئی صاحب یہی سند جس کو جناب حسن کہہ رہے ہیں اسی سند کے ساتھ یہی بات اسی ابو اسحاق سے "عبد الملک بن عمیر" کے بارے میں اسی کتاب "الجرح والتعدیل ۵/ ۳۶۰" میں موجود ہے یہ کس قدر ثقہ وصدوق ہے اوپر ذکر ہو چکا۔

مذکورہ قول کی سند کے رواۃ کی ثقاہت تو بیان کر دیں خاص کر "محمد بن سفیان الکوفی" کی۔

امام عجلی کے قول کی تحقیق:

6۔زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ "العجلی "جائز الحديث" (دیکھئے اقوال جرح ۱) ذکرہ فی تاریخ الثقات۔ (مقالات ج ۱ ص ۴۳۳)

جواب۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ثابت ہے یعنی ان کے نزدیک یہ "جائز الحدیث" ہے، اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ جائز الحدیث ہونا اور صحیح الحدیث ہونا اس میں کتنا فرق ہے۔

اس جرح وتعدیل کی بحث سے کم از کم یہ بات تو ظاہر ہوتی ہے کہ سماک بن حرب مختلف فیہ راوی ہے۔ جسکو اگر حسن راوی مان بھی لیا جائے تو پھر بھی امام نسائی کی مفسر جرح کے مقابلے

میں اس حدیث کو ماننا درست نہیں۔ کیونکہ سماک بن حرب کی انفرادیت اور تلقین قبول کرنے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ثابت ہوتی ہے۔ اور دوسرا اس حدیث میں نماز کا ذکر ہی نہیں ہے اور حدیث کے متن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز سے فارغ ہونے کے وقت کی حدیث ہے لہٰذا اس حدیث کو پیش کرنا ہی ہٹ دھرمی اور مردود ہے۔

141

محدث العصر عباس رضوی صاحب پر الزام کا جواب:

اعتراض۔

زبیر علیزئی غیر مقلد نے اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم ص ۴۹ پر مناظر اسلام محقق دوران مفتی محمد عباس رضوی کے بارے میں لکھا ہے کہ رضوی صاحب کا یہ کہنا کہ ''سماک بن حرب مدلس ہے'' بالکل جھوٹ ہے۔ کسی محدث نے سماک کو مدلس نہیں کہا۔

جواب۔

عرض یہ ہے کہ جب اس سال مفتی عباس رضوی صاحب اپنے ذاتی کام سے دبئی سے پاکستان آئے تو دوران ملاقات میں نے یہ اعتراض سامنے رکھا کہ آپ نے سماک بن حرب کو اپنی کتاب مناظرے ہی مناظرے ص ۳۳۵ پر مدلس لکھا ہے، تو محدث العصر مفتی عباس رضوی نے کہا کہ یہ بات کتاب میں غلط لکھ دی گئی ہے۔ اور کہا کہ میں نے متعدد بار ناشر کو آگاہ کیا ہے کہ یہ حوالہ کتاب سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ یہ کتاب انہوں نے خود ترتیب نہیں دی اس لیئے یہ غلطی ہوئی ہے۔ لہٰذا مفتی عباس رضوی صاحب اس غلطی کے ذمہ دار نہیں ہیں، انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

مزید یہ کہ خود علامہ عباس رضوی صاحب کے شاگرد علامہ قاری ارشد مسعود صاحب اپنی کتاب براھین رضویہ حاشیہ ص ۵۲ میں لکھتے ہیں۔

''راقم الحروف کی غلطی سے سماک بن حرب کے بارے میں لکھا گیا تھا کہ وہ مدلس ہے''

خود علامہ عباس رضوی صاحب کے شاگرد کے اس وضاحت کے بعد اُن پر جھوٹ کا الزام غیر مقلد زبیر علی زئی کا دجل اور فریب ہے۔

کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد کی موشگافیاں

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب نے حدیث ہلب الطائی رضی اللہ عنہ کی تحقیق انوار البدر ص ۲۲۱ تا ص ۳۰۵ تک پیش فرمائی ہے۔

اس حدیث کی تصحیح کے سلسلے میں غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب نے یہ شکوہ فرمایا ہے کہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی ؒ نے معیار النقاد میں اولاً اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے اور پھر جب علماء اہل حدیث نے ایک نکتے کی وضاحت کر دی تو ہاشم ؒ نے اس کی سند پر ہی بحث شروع کر دی۔ اس کے بعد نہایت درد دل کے ساتھ فرمایا ہے :

''فإلى الله المشتكى"۔ (انوار البدر ص ۲۲۳ حاشیہ)

جواب:

عرض یہ ہے کہ معیار النقاد علامہ ہاشم ٹھٹھوی ؒ اور علامہ حیات سندھی کے مابین اس مسئلے پر گفتگو کا آخری رسالہ ہے اور اس کے بعد علامہ حیات سندھی نے انہیں کوئی جوابی رسالہ نہیں بھیجا تھا۔ اب ہماری سمجھ میں یہ نہیں آپا رہی کہ وہ کون سے علماء اہل حدیث تھے جنہوں نے ہاشم ٹھٹھوی ؒ کو اس نقطے سے آگاہی دلائی اور ان کے جواب میں ہاشم ؒ نے سند پر بحث شروع کر دی؟ ایسے کسی عالم کا کوئی رسالہ یا کوئی خط ہمیں نہیں ملا نہ ہی ایسی کسی بحث یا مناظرے کا ثبوت ملا۔ امید ہے کہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب اس طرف رہنمائی فرما کر ایسا کوئی رسالہ جلد از جلد عنایت فرمائیں گے۔

سماک پر حرب پر جرح کے اقوال پر اعتراضات کے جوابات

غیر مقلد سنابلی صاحب سماک بن حرب پر محدثین کرام کی جروحات کا جواب دیتے ہوئے جو علمی موشگافیاں کیں، اس کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

امام دارقطنی کی جرح:

امام دارقطنی نے سماک بن حرب پر جرح کرتے ہوئے فرمایا۔

ولم يرفعه غير سماك، وسماك سيء الحفظ۔

ترجمہ: اس حدیث کو سماک کے علاوہ کسی نے مرفوع بیان نہیں کیا اور سماک کمزور حافظہ والا سئ الحفظ راوی ہے۔ (العلل الواردۃ ۳۰۷۲)

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب امام دارقطنی کی جرح پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"امام دارقطنی کی اس جرح کا پس منظر سماک کا ثقہ راویوں سے مخالفت ہے اور امام دار قطنی نے موقوفا روایت کو راجح قرار دیا اور مرفوع روایت کو مجروح قرار دیا اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ سوء حفظ کہنے کی وجہ صرف دیگر ثقہ رواۃ کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔"

(انوار البدر ص ۲۸۷)

جواب:

گذارش ہے کہ محدثین کرام کا منہج واضح کرتا ہے کہ راوی نے جب اختلاف کرتا ہے تو اس کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں، اور ان وجوہات کو محدثین کرام کبھی تفصیل اور کبھی اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں۔ سماک بن حرب نے جس موقوف روایت کو مرفوع بنایا، امام دارقطنی کے نزدیک اس کی وجہ

سماک بن حرب کا سئ الحفظ ہونا ہے۔ اس لیے امام دارقطنی کی جرح کو مطلقا ثقہ راویوں کی مخالفت پر محمول کر کے کفایت اللہ سنابلی صاحب کا سماک بن حرب کو سئ الحفظ قرار دینا باطل ومردود ہے۔

امام احمد بن حنبل کی جرح:

امام احمد بن حنبل نے سماک کو مضطرب الحدیث کہا۔

(الجرح والتعدیل ۴/ ۲۷۹)

ترجمہ: سماک بن حرب حدیث بیان کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کوئی کہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی اس جرح کا تعلق ان کے شاگرد امام اثرم نے امام احمد کی جرح ان الفاظ میں نقل کی۔۔ (انوار البدر ص ۲۸۳)

حدیث سماک مضطرب عن عکرمہ۔ (النفح الشذی ص ۳۲۶)

جواب:

گذارش ہے کہ ابن سید الناس نے جو قول نقل کیا ہے اس کو ملاحظہ کریں۔

وفي "كتاب الأثرم":"أن حديثَ سِماك مضطرب عن عكرمة"۔ (النفع الشذی ۱/ ۴۳)

ترجمہ اور الاثرم کی کتاب میں ہے کہ بے شک سماک عن عکرمہ کی حدیث مضطرب ہے۔

ابن سید الناس کے حوالہ میں مطلقا محدث الاثرم کا قول ہے، امام احمد بن حنبل کو اس جرح کا قائل لکھنا اس مقام پر غلط ہے۔

اعتراض:

غیر مقلد سنابلی صاحب لکھتے ہیں

"دیگر محدثین نے بھی اضطراب والی جرح خاص کر عکرمہ کی سند پر کی ہے۔"

(انوار البدر ص ۲۸۴)

جواب:

گذارش ہے کہ سنابلی صاحب کا مطلقا یہ لکھنا کہ سماک بن حرب پر اضطراب کی جرح خاص کر عکرمہ کی سند پر ہے غلط اور مردود ہے۔اس کی تفصیل سماک عن عکرمہ کی روایات میں اضطراب کے عنوان کے ضمن میں بیان کی ہے۔

چند محدثین کرام کے حوالہ جات مختصرا ملاحظہ کریں جنہوں نے سماک عن غیر عکرمہ پر بھی جرح نقل کی ہے۔

امام نسائی	هذا الحديث مضطرب	سنن الکبری ۳۲۹۵
علامہ ذہبی	والحديث عن سماك مضطرب	میزان الاعتدال ۱۰۹۸۴
امام دارقطنی	وكان سماك يضطرب فيه	الالزامات والتتبع ۹۵
ابن رجب	وممن يضطرب في حديثه	شرح العلل الترمذی/ ۱۴۸
یعقوب بن شیبہ	وهو في غير عكرمة صالح، وليس من المتثبتين	تہذیب الکمال ۱۲/ ۱۲۰

امام نسائی کی جرح:

امام نسائی نے کہا: سماك ليس بالقوى وكان يقبل التلقين

سماک قوی نہیں ہے اور یہ تلقین کو قبول کرتے تھے۔(سنن النسائی 3/ 231)

اعتراض:

غیر مقلد سنابلی لکھتے ہیں کہ سماک صرف عکرمہ کی روایت مین تلقین قبول کرتے تھے۔

(انوار البدر ص ۲۷۸)

جواب :

گذارش ہے کہ امام نسائی کی جرح کو سماک عن عکرمہ پر محمول کرنا موصوف سنابلی کی خیانت ہے کیونکہ امام نسائی نے جس روایت کے ضمن میں سماک بن حرب پر جرح کی وہ سماک عن غیر

عکرمہ سے ہے۔امام نسائی نے جو روایت نقل کی اس کو ملاحظہ کریں۔

أخبرنا هناد بن السري عن أبي الأحوص عن سماك عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن بردة بن نيار۔

(سنن الکبری نسائی ۵۱۶۷)

امام نسائی اس سند سماک عن غیر عکرمہ کی سند کو نقل کرنے کے بعد جرح نقل کرتے ہیں۔

سماك بن حرب وسماك ليس بالقوي وكان يقبل التلقين۔

ترجمہ: سماک بن حرب قوی نہیں ہے اور تلقین کو قبول کرلیتا ہے۔

(سنن الکبری نسائی ۵۱۶۷)

اب سنابلی موصوف کا اس سماک عن غیر عکرمہ کی روایت پر امام نسائی کی جرح کو سماک عن عکرمہ پر محمول کرنا خیانت اور بددیانتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر امام نسائی ایک روایت سماک عن غیر عکرمہ نقل کرتے ہیں۔

أنبأ محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا حاتم عن سماك عن أبي صالح۔۔ (سنن الکبری نسائی ۳۲۹۵)

مذکورہ روایت سماک عن غیر عکرمہ کو نقل کرنے کے بعد امام نسائی اپنی جرح نقل کرتے ہیں۔

فسماك بن حرب ليس ممن يعتمد عليه إذا انفرد بالحديث لأنه كان يقبل التلقين۔

ترجمہ: اور سماک بن حرب ایسا راوی نہیں کہ جب منفرد ہو تو اس پر اعتماد کیا جاسکے اور وہ تلقین بھی قبول کرتا ہے۔(سنن الکبری نسائی ۳۲۹۵)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام نسائی کی جرح مفسر سماک بن حرب پر تفرد اور تلقین کی ہے۔امام نسائی کی جرح کو سماک عن عکرمہ پر محمول کرنا اور دھوکا اور فریب ہے۔یہ بات بھی یاد رہے کہ امام نسائی کی تفرد اور تلقین والی جرح کو متشدد کہہ کر انکار نہیں کیا جاسکتا وہ اس لیے کہ امام نسائی نے مطلقا جرح نہیں بلکہ خاص جرح تفرد و تلقین کی

ہے اور وہ اس جرح میں منفرد بھی نہیں ہیں۔

امام ابن حبان کی جرح:

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا:

يخطيء كثيرا۔ یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتے ہیں۔

(الثقات لابن حبان ۴/ ۳۳۹)

اعتراض:

غیر مقلد سنابلی صاحب لکھتے ہیں۔

خود ابن حبان نے اپنی جرح کا اعتبار نہیں کیا اور سماک بن حرب کو ثقہ مان کر کئی احادیث کو اپنی کتاب ابن حبان میں درج کیا ہے۔ (انوار البدر ص ۲۸۶)

جواب:

عرض یہ ہے کہ ابن حبان نے متعدد راویوں پر تعارض پایا جاتا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ ابن حبان کے نزدیک سماک بن حرب مطقا ثقہ تھے یہ بات کہنا غلط ہے۔

امام شعبہ کی جرح:

ابن معین فرماتے ہیں۔

و كان شُعْبَة يضعفه۔ (الکامل فی الضعفاء 4/ 541)

ترجمہ: کہ امام شعبہ سماک بن حرب کو ضعیف کہتے تھے۔

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب لکھتے ہیں۔

امام شعبہ کے دوسرے قول کے مطابق عکرمہ والی سند میں سماک کا ضعیف ہونا ہے۔ (انوار البدر ص ۲۹۰)

جواب:

گذارش ہے کہ امام شعبہ کے دوسرے قول اگرچہ حدیث کی سند میں سماک عن عکرمہ ہے مگر امام شعبہ نے اس میں علت سماک عن عکرمہ کو نہیں بیان کیا۔ محدث عقیلی نے امام شعبہ کا کلام نقل کیا ہے وہ ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا أَحمدُ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ :حَدَّثَنِي سِمَاكٌ، أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا مَرَّةً، يَعْنِي حَدِيثَ عِكْرِمَةَ إِذَا بَنَى أَحَدُكُمْ فَلْيُدْعَمْ عَلَى حَائِطِ جَارِهِ، وَإِذَا اخْتَلَفَ فِي الطَّرِيقِ وَكَانَ النَّاسُ رُبَّمَا لَقَّنُوهُ فَقَالُوا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؟ فَيَقُولُ :نَعَمْ، وَأَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أُلَقِّنْهُ.

ترجمہ :امام شعبہ فرماتے ہیں کہ سماک نے عکرمہ کی روایت متعدد بار بیان کی۔ امام شعبہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھار لوگ سماک بن حرب کو تلقین کرتے اور پوچھتے کہ کیا یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؟ سماک جواب دیتے کہ ہاں یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سماک بن حرب کو تلقین نہیں کی۔ (الضعفاء الکبیر ۶۹۹)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سماک تلقین کو قبول کرتے تھے، جب راوی سے تلقین ثابت ہو گئی تو اب وہ عکرمہ ہوں یا غیر عکرمہ، ان پر تلقین کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ کہنا کہ امام شعبہ صرف سماک عن عکرمہ کی روایت پر جرح کرتے تھے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ امام شعبہ سماک عن غیر عکرمہ والی روایت پر بھی جرح کرتے تھے۔

امام ابو حاتم اپنی کتاب میں امام شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمن نا صالح بن احمد بن حنبل نا علي يعني ابن المديني قال سمعت يحيى بن سعيد يقول :كان شعبة ينكر حديث سماك بن حرب عن مصعب بن سعد۔

(الجرح والتعدیل ۱/ ۱۵۷)

ترجمہ: امام یحیی بن سعید فرماتے ہیں کہ شعبہ سماک بن حرب عن مصعب بن سعد کی حدیث پر اعتراض کرتے۔

145

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ امام شعبہ سماک عن عکرمہ والی روایت پر بھی تلقین کی وجہ سے بھی جرح کرتے اور سماک عن مصعب بن سعد کی روایت پر پھر جرح کرتے۔اس لیے امام شعبہ کی جرح کو سماک عن عکرمہ پر ہی خاص محمول کرنا بد یانتی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ امام شعبہ کا سماک بن حرب سے روایت لینے سے سماک بن حرب پر مفسر جرح اور علت قادحہ کو رفع نہیں کیا جا سکتا۔

سماک عن غیر عکرمہ کی روایت میں بھی مضطرب اور تلقین قبول کرتے تھے

کفایت اللہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ سماک بن حربؒ صرف عکرمہ سے روایت کرتے وقت ہی تلقین قبول کرتے اور مضطرب تھے۔(انوار البدر ص ۲۷۹)

گذارش ہے کہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ دعوی بھی تحقیق کے لحاظ سے صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ محدثین کرام کی تصریحات کے مطابق سماک بن حرب عن غیر عکرمہ کی روایت میں بھی تلقین قبول کرتے تھے اور اس میں بھی مضطرب الحدیث تھے۔ چناچہ محدثین کرام کے چند حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

محدث یعقوب بن شیبہ کی "سماک عن غیر عکرمہ" پر اعتراض:

محدث یعقوب فرماتے ہیں۔

قال یعقوب :وروایته عَنْ عکرمة خاصة مضطربة، وهو في غیر عکرمة صالح، ولیس من المتثبتین۔

ترجمہ: سماک کی عکرمہ سے رویات خاص مضطرب ہے اور سماک غیر عکرمہ میں ٹھیک ہے مگر مضبوط نہیں ہے۔(تہذیب الکمال ۱۲/ ۱۲۰)

اس قول سے معلوم ہوا کہ عکرمہ سے روایت میں سماک بن حرب مضطرب اور غیر عکرمہ سے روایت میں نسبتا خود صالح ہے مگر مضبوط نہیں۔اور کفایت اللہ سنابلی صاحب نے جو سماک عن عکرمہ کی روایت کی اضطراب کا شور مچایا ہوا ہے اس قول کی روشنی میں غلط ثابت ہوا۔

ابن حزم کی سماک عن غیر عکرمہ پر جرح:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے انوار البدر ص ۲۸۰ پر امام نسائی کی سماک بن حرب پر جرح کو

سماک عن عکرمہ کی سند پر محمول کرنے کی کوشش کی۔ مگر ابن حزم نے سماک بن حرب کی ایک ایسی روایت پر جرح کی جو کہ سماک عن عکرمہ سے مروی نہیں ہے۔

قَاسِمِ بْنِ أَصْبَغَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ محمَّدٍ أَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَا حمادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ "ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، وَآخُذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ فَقَالَ :لا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا"

ابن حزم روایت لکھنے کے بعد جرح کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو محمَّدٍ :وَهَذَا خَبَرٌ لا حُجَّةَ فِيهِ، لِوُجُوهٍ :أَحَدُهَا -أَنَّ سِمَاكَ بْنَ حَرْبٍ ضَعِيفٌ يَقْبَلُ التَّلْقِينَ شَهِدَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ شُعْبَةُ۔ (المحلی بالآثار ۷/ ۲۸۶)

ترجمہ: ابو محمد ابن حزم نے کہا کہ اس خبر سے احتجاج سے کئی وجوہات کی وجہ سے نہیں کیا جاسکتا ہے اور ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ سماک بن حرب ضعیف ہے اور تلقین قبول کیا کرتا تھا جیسے کہ امام شعبہ نے اس کی گواہی دی۔

اس کے علاوہ ابن حزم نے المحلی میں متعدد مقامات پر سماک عن عکرمہ کی روایت کے علاوہ بھی سماک پر جرح کی ہے، اس لیے سنابلی صاحب کا یہ کہنا کہ محدثین کرام کی جرح کا تعلق خاص سماک عن عکرمہ پر ہی ہے، بالکل غلط اور مردود ہے۔

امام نسائی کا سماک عن غیر عکرمہ پر اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے انور البدر ص ۲۷۸ پر امام نسائی کی سماک بن حرب پر جرح کو سماک عن عکرمہ کی سند پر محمول کرنے کی کوشش کی۔ مگر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سماک کی غیر عکرمہ والی روایت کے تحت میں فرمایا:

'سماک لیس بالقوي و کان یقبل التلقین'۔ (سنن کبریٰ ۵۱۶۷)

سماک قوی نہیں ہیں اور وہ تلقین قبول کرتا تھا۔

أنبأ محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا حاتم عن سماك عن أبي صالح ---- فيه فسماك بن حرب ليس ممن يعتمد عليه إذا انفرد بالحديث لأنه كان يقبل التلقين۔

(سنن کبریٰ ۳۲۹۵)

امام نسائیؒ نے سماک عن ابی صالح جو کہ غیر عکرمہ والی روایت ہے، اس کے ضمن میں یہ جرح کی ہے کہ سماک تلقین قبول کرتا تھا۔

اعتراض:

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

کئی محدثین نے خاص عکرمہ ہی سے سماک کی روایت کو مضطرب بتایا ہے۔ لہذا اسے ہر جگہ عام کرنا اور اس کی وجہ سے انہیں مطلق ضعیف قرار دینا، یہ امام نسائی کا تشدد ہے، جو کہ قابل قبول نہیں۔ (انوار البدر ص ۲۷۹)

جواب:

گذارش ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کا ہر محدث کی جرح کو سماک عن عکرمہ کی سند پر محمول کرنا نہ صرف کم علمی و جہالت ہے بلکہ دھوکا و فریب ہے۔ کیونکہ محدثین کرام کی جو توثیق بھی کفایت اللہ سنابلی صاحب نے پیش کی، اس کی سند سماک عن عکرمہ سے ہے یا بقول سنابلی اختلاط کے بعد کی۔ جب یہ سارے توثیق کے حوالہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کی ہی اصول کے خلاف ہیں اور ان کو سنابلی صاحب ضعیف و مضطرب مانتے ہیں تو ان کو احناف کے خلاف پیش کرنا یا تو دھوکا ہے یا فریب۔

علامہ عبد الحق الاشبیلیؒ کی سماک پر تلقین قبول کرنے کا اعتراض:

محدث عبد الحق الاشبیلیؒ نے بھی سماک کی غیر عکرمہ والی روایت پر تلقین قبول کرنے کی جرح کی ہے۔

وسماك كان يقبل التلقين. ذكر ذلك النسائي وغيره. (الأحكام الوسطى ۴/ ۱۱۲)

مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوا کہ عبدالحق اشبیلیؒ نے بھی امام نسائیؒ کے فیصلہ کو قبول کیا ہے۔

147

محدث ابن قطان کی سماک پر تلقین قبول کرنے کا اعتراض:

محدث ابن قطانؒ نے سماک بن حرب کی ایک روایت جس میں عکرمہ موجود نہیں اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وسماك ليس بالقوي، وكان يقبل التلقين۔

(بیان الوہم والایہام ۴/ ۵۴)

ترجمہ: سماک بن حرب قوی راوی نہیں تھا اور وہ تلقین قبول کیا کرتا تھا۔

امام شعبہ کا سماک پر مطلقا جرح:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے انوار البدر ص ۲۷۸ پر امام شعبہ کے قول سے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ ان کی جرح بھی سماک عن عکرمہ کی سند پر ہے۔ مگر گذارش یہ ہے کہ ابن معین نے سماک بن حرب پر مطلقا جرح کی ہے۔

امام یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں۔

'وكان شعبة يضعفه' کہ امام شعبہؒ انہیں ضعیف کہتے ہیں۔

(الکامل لابن عدی ۴/ ۵۴۱)

امام شعبہؒ نے مطلقاً سماک بن حرب کو ضعیف کہا ہے۔

اس پر کفایت صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام شعبہؒ سے امام ابن معینؒ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ (انوار البدر ص ۲۹۰)

گذارش یہ ہے کہ خود غیر مقلدین حضرات کے نزدیک یہ بات مسلمہ ہے کہ امام شعبہ صرف ثقہ راوی سے ہی روایت لیتے تھے۔

محدث عقیلی ایک قول سند نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مجاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ، وَذُكِرَ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ بِكَلِمَةٍ لَا أَحْفَظُهَا، إِلَّا أَنَّهُ غَمَزَهُ۔

ترجمہ: محدث عفان فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبہ سے سنا اور سماک بن حرب کے بارے میں ایسے کلمات سے سنے جس میں انہوں ن ے سماک پر عیب دیا۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی ۲/ ۱۷۸)

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شعبہ مطلقا سماک بن حرب پر جرح کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی سماک پر جرح:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کہا کہ سماک بن حرب تلقین قبول کرتے تھے۔

وروايته عن عكرمة خاصة مضطربة وقد تغير بأخرة فكان ربما تلقن۔ (تقریب التہذیب ۲۶۲۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں بھی سماک بن جرح کی ہے۔

مختلف فيه وقد ضعفوا أحاديثه عن عكرمة وماله - يعني في "البخاري" - سوى موضع واحد في الكفارات متابعة.

(ہدی الساری 457)

ابن حجر عسقلانی نے اپنی دوسرے کتاب موافقۃ الخبر الخبر میں بھی سماک بن حرب پر جرح نقل کی ہے۔

لعل الحديث لم يثبت لأن سماكًا كان يتلقن، وعابوا عليه أحاديث كان يصلها وهي مرسلة۔ (الخبر 69/2).

ترجمہ: شاید کہ یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ سماک بن حرب تلقین کرتا تھا، اور اس پر یہ اعتراض اور عیب ہے کہ وہ مرسل روایات کو متصل بیان کرتا تھا۔

امام ذہبیؒ کی سماک عن غیر عکرمہ پر جرح:

امام نسائی نے اپنی سنن میں سماک کی غیر عکرمہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔

أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :اشربوا في الظُّروفِ، وَلَا تَسکَرُوا۔(سنن نسائی ۵۶۷۷)

علامہ ذہبی نے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں سنن نسائی کی روایت کا تذکرہ کر کے اس پر امام نسائی کی جرح کو برقرار رکھا ہے۔

وسماك ليس بالقوي يقبل التلقين.(میزان الاعتدال ۳۳۴۴)

ثابت ہوا کہ امام ذہبیؒ کے نزدیک بھی سماک عن غیر عکرمہ والی روایت میں مضطرب ہیں۔

حافظ ابن رجب کی سماک پر جرح:

حافظ ابن رجب نے سماک بن حرب کا نام مضطرب روایات بیان کرنے والے راویوں میں نقل کیا ہے۔ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں۔

وممن يضطرب في حديثه :سماك.(شرح العلل الترمذی ۱/ ۱۴۸)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ سماک بن حرب ابن رجب حنبلی کے نزدیک مطقا مضطرب الحدیث راوی ہے،اس میں سماک عن عکرمہ کی کوئی تخصیص نہیں۔

امام ترمذی کی سماک پر جرح مفسر:

حافظ ابن رجب حنبلی نے سماک بن حرب کو مضطرب راوی میں نقل کرنے کے بعد لکھا۔

وقد ذكر الترمذي أن هؤلاء وأمثالهم ممن تكلم فيه من قبل حفظه وكثرة خطئه لا يحتج بحديث أحد منهم إنما انفرد، يعني في الأحكام الشرعية والأمور العلمية۔

ترجمہ:امام ترمذی نے یہ راوی[سماک]اوران جیسے دیگر راویوں کو ایسے لوگوں میں تذکرہ کیا جن پر حافظہ کے اختلاط سے قبل یا زیادہ خطاء کرنے کی وجہ سے جرح کی گئی۔ان میں سے کسی کی روایت سے منفرد طور پر احتجاج نہیں کیا جاسکتا جو احکام شریعت اور علوم الیہ میں سے روایات ہو۔(شرح العلل الترمذی ۱/ ۱۴۸)

امام یحیٰ بن معین کی سماک عن غیر عکرمہ پر جرح:

امام بن معین سماک بن حرب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمن أنا أبو بكر بن أبي خيثمة فيما كتب إلي قال سمعت يحيى بن معين يقول - وسئل عن سماك بن حرب فقال :ثقة.

فقيل ما الذي عيب عليه؟ قال اسند أحاديث لم يسندها غيره۔

ترجمہ:ابوبکر بن ابی خیثمہ نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن معین سے سماک بن حرب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ثقہ ہے۔تو شاگرد نے پوچھا کہ پھر ان پر عیب یا جرح کیوں کی گئی؟ابن معین نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ سماک بن حرب ایسی روایت کو مسند بیان کرتے جس کو کوئی دوسرا مسند بیان نہ کرتا۔

(الجرح والتعدیل ۱۲۰۳)

معلوم ہوا کہ ابن معین کے نزدیک بھی سماک بن حرب کی ایک جرح یہ بھی ثابت ہے کہ وہ غیر مسند کو مسند بنا کر بیان کرتے یعنی کہ موقوف روایت کو مرفوع بیان کرتے تھے۔اس لیے اس خاص جرح کا کفایت اللہ سنابلی صاحب نے ذکر نہیں کیا اور عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے صرف ابن معین نے ثقہ کا قول نقل کیا اور غیر مسند روایات کو مسند والی جرح کا تذکرہ نہ کیا۔

امام دارقطنی کی سماک عن غیر عکرمہ پر جرح:

امام دارقطنی نے سماک بن حرب کے بارے میں سیئ الحفظ کی جرح کی تو موصوف کفایت اللہ سنابلی صاحب اس جرح پر جو لکھتے ہیں وہ ملاحظہ کریں۔

کفایت اللہ سنابلی صاحب کی مسلکی حمایت:

امام دارقطنی کی جرح پر سنابلی صاحب نے جو موقف اپنایا وہ ملاحظہ کریں۔

'سیء الحفظ سے امام دارقطنی کی مراد سماک کا اخیر میں مختلط ہونا ہے، جیسا کہ خود آپ

ہی کہا: سماک بن حرب جب شعبہ، سفیان ثوری اور ابو الاحوص سے روایت کریں، تو سماک کی احادیث (صحیح) سالم ہیں اور سماک سے جو روایت شریک بن عبداللہ، حفص بن جمیع اور ان جیسے لوگ نقل کریں، تو ان میں سے بعض میں نکارت ہے۔

(انوار البدر ص ۲۸۸)

جواب:

گذارش ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کا امام دارقطنی کے قول سیئ الحفظ سے مراد اختلاط لینا دھوکا اور فریب ہے۔ امام دارقطنی نے کسی جگہ نہیں کہا کہ سماک سے شعبہ اور سفیان ثوری کی روایات قبل از اختلاط ہیں اور دیگ راویوں کی روایات بعد از اختلاط پر مبنی ہیں۔ امام دارقطنی تو بہت واضح کہا کہ شعبہ، سفیان ثوری نقل کریں تو وہ دیگر راویں شریک بن عبداللہ اور حفص بن جمیع کے مقابلہ میں سالم ہیں۔ اس نسبتی تصحیح کو مطلقا تصحیح اور قبل از اختلاط پر اطلاق کرنا باطل اور مردود ہے۔

مزید یہ کہ امام دارقطنی کے نزدیک بالفرض شعبہ، سفیان الثوری کی روایات قبل از اختلاط پر مبنی ہوتی اور وہ مطلقا صحیح ہوتیں تو جس رویات میں امام دارقطنی نے سماک بن حرب پر سیئ الحفظ کی جرح کی ہے، وہ روایت سماک سے بیان کرنے والے ہی سفیان الثوری، اور ابو الاحوص جیسے راوی ہیں۔ اگر سفیان الثوری اور شعبہ کی مطلقا سماک سے روایت اگر صحیح ہوتی تو اس پر جرح نہ کرتے۔

امام دارقطنی نے سماک بن حرب کی روایت اور اس سے بیان کرنے والے راویوں کے بارے میں لکھا۔

فرواه سماك بن حرب، عن سعيد بن جبير مرفوعًا.

حدث به عنه أبو خالد الدالاني، وأبو الأحوص، وإسرائيل، والثوري، وعمر بن رزين، وحماد بن سلمة، ومحمد بن جابر. (العلل الواردۃ ۳۰۷۲)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنی کے حوالہ سے مطلقا سماک بن حرب کا اختلاط اور شعبہ اور سفیان ثوری کی بیان کردہ روایت کی تصحیح کی بات کرنا غلط اور باطل ہے۔

اعتراض:

موصوف سنابلی صاحب عوام الناس کو دھوکا دیتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

امام دارقطنیؒ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ وہ سماک کو علی الاطلاق 'سیء الحفظ' نہیں مانتے ہیں، بلکہ خاص سندوں میں ہی انہیں 'سیء الحفظ' مانتے ہیں۔ اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض دیگر مقامات پر امام دارقطنیؒ نے سماک بن حرب کی حدیث کو صحیح بھی کہا ہے، اور موصوف نے سنن دارقطنی کا حوالہ دیا کہ دارقطنیؒ نے ان کی حدیث کو حسن کہا ہے۔ (انوار البدر ص ۲۸۸)

جواب:

گذارش ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ لکھنا کہ" امام دارقطنی سیئ الحفظ کی جرح خاص سندوں میں مانتے ہیں کیونکہ امام دارقطنی نے سماک بن حرب کی روایت کو حسن بھی کہا ہے" بھی ایک دھوکا ہے۔ عجیب باب ہے کہ جس روایت پر امام دارقطنی نے سیئ الحفظ کی جرح کی، اس سند کے بارے میں سنابلی موصوف تصحیح کا موقف اختیار کرتا ہے اور جس روایت کو امام دارقطنی نے حسن کہا، وہ سنابلی صاحب کے پیش کردہ موقف کے مطابق ضعیف بنتی ہے۔

سنابلی موصوف نے کہا کہ سماک سے شعبہ، سفیان الثوری، ابو الاحوص کی روایات سالم ہوتی ہیں جبکہ اس روایت پر امام دارقطنی نے جرح کی اور بقول سنابلی موصوف سماک عن عکرمہ کی روایت ضعیف ہوتی ہے جبکہ امام دارقطنی نے سماک کی جس روایت کو حسن کہا وہ سماک عن عکرمہ کی سند سے روایت ہے۔

امام دارقطنی کی تصحیح کردہ سماک کی روایت ملاحظہ کریں جس میں سماک عن عکرمہ سے روایت بیان کر رہا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ محمَّدِ بْنِ بَطْحَاءَ وَآخَرُونَ قَالُوا: نا حَمَّادُ بْنُ الحَسَنِ بْنِ عَنْبَسَةَ، ثنا أَبُو دَاوُدَ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّيُّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ» :عِنْدَكِ شَيْءٌ؟« ,
قُلْتُ :لَا ,قَالَ :إِذًا أَصُومُ ,وَدَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا آخَرَ ,فَقَالَ» :أَعِنْدَكِ
شَيْءٌ؟« ,قُلْتُ :نَعَمْ ,قَالَ» :إِذًا أُطْعِمُ وَإِنْ كُنْتُ قَدْ فَرَضْتُ
الصَّوْمَ.«هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

(سنن دارقطنی ۲۲۳۳)

اس سے بڑا دھوکا کیا ہوگا کہ پوری کتاب میں جس بات پر زور لگا دیا کہ سماک عن عکرمہ کی روایت ضعیف ہوتی ہے، اسی سماک عن عکرمہ کی روایت کی تصحیح امام دارقطنی کی۔ اور جس نکتہ پر سنابلی صاحب نے زور لگایا کہ سماک سے اگر شعبہ، سفیان الثوری روایت کریں تو وہ سالم ہوتی ہے تو اسی روایت پر امام دارقطنی نے جرح کی ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ موصوف سنابلی کے پیش کردہ حوالہ جات سے اخذ کردہ اصول غلط اور مردود ہیں۔

امام نووی کی سماک بن حرب پر جرح مفسر:

امام نووی لکھتے ہیں۔

وفی رواته سماك، وإذا تفرد بأصل لم يكن حجة۔

ترجمہ: اور اس رویات میں سماک ہے، جو وہ منفرد ہو تو اس کی روایت حجت نہیں ہوتی۔

(المجموع شرح المہذب ۲۰/ ۱۴۴)

امام نووی نے سماک بن حرب پر مفسر جرح جو کہ سماک عن عکرمہ یا غیر عکرمہ کی سند سے الگ کی ہے کہ جب سماک بن حرب منفرد ہوگا تو اس کی روایت سے احتجاج نہیں ہوگا۔ اس لیے اگر سنابلی صاحب سماک بن حرب کی امام نووی سے توثیق بھی ثابت کریں بھی تو سماک بن حرب کی منفرد روایت سے احتجاج نہیں ہوسکتا۔

محدث ابن حبان کی جرح:

ابن حبان فرماتے ہیں۔

يخطيء كثيرا۔ ترجمہ: سماک غلطیاں بہت زیادہ کرتا ہے۔ (الثقات ۳۲۲۸)

عرب سلفی محققین کی رائے:

عرب سلفی علماء میں عبدالرحمن معلمی نے آثار الشیخ معلمی ۱۳/ ۲۵، ابو اسحق الحوینی نے النافلہ ۲/ ۳۱، اور مقبل بن ہادی نے اپنی کتاب الصحیح المسند من اسباب النزول ص ۲۰۵ پر سماک بن حرب عن غیر عکرمہ کی سند پر سماک بن حرب پر تلقین کی جرح کی ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محدثین کرام نے سماک عن عکرمہ پر جرح کے علاوہ بھی سماک بن حرب پر مطلقا جرح اور اس کی منفرد روایت سے استدلال کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ اس لیے کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ موقف پیش کرنا کہ محدثین کرام کی جرح کا تعلق سماک عن عکرمہ کی سند کے ساتھ خاص ہے، یہ سنابلی صاحب کا کہنا غلط اور مردود ہے۔

151

سماک بن حرب کی توثیق پر ۲۱ ضمنی اقوال کا تحقیقی جائزہ

کفایت اللہ سنابلی صاحب اپنی کتاب انوار البدر ص ۲۹۴ تا ص ۳۰۳ تک سماک بن حرب کے بارے میں توثیق کے اقوال نقل کر کے ص ۳۰۳ پر لکھتے ہیں۔

"یہ کل پینتیس محدثین ہیں، جن کے نزدیک سماک بن حرب ثقہ اور صدوق ہیں۔"

جواب:

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد سنابلی صاحب نے یہ جو ۳۵ محدثین کرام کے اقوال نقل کیے ہیں، ان میں تقریبا ۲۱ محدثین کرام کے اقوال توضمنی توثیق ہیں۔ اور کفایت اللہ سنابلی صاحب ضمنی توثیق کے بارے میں جو موقف رکھتے ہیں، وہ ملاحظہ کریں۔

"ضمنی توثیق سے ہماری مراد یہ ہے کہ محدثین کسی حدیث کی سند کی تصحیح یا تحسین کریں تو یہ ان محدثین کی طرف سے اس سند کے تمام رواۃ کی توثیق ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ضعیف راوی پر مشتمل سند کو محدثین شواہد یا متابعات کی وجہ سے صحیح یا حسن کہیں یا صحیح وحسن کہنے میں کسی سے تساہل بھی ہوسکتا ہے۔ اس لیے جہاں اس طرح کے اشارے مل جائیں وہاں ہم اس طرح کی توثیق کو حجت نہیں سمجھتے"۔ (انوار البدر ص ۵۷)

کفایت اللہ سنابلی صاحب کی پیش کردہ ضمنی توثیق سے پہلے سنابلی صاحب کے تسلیم شدہ اصول ملاحظہ کیجئے۔

اول: سماک بن حرب کی وہ روایت ضعیف ہیں جو ان کے اختلاط کے بعد کی ہیں۔

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب لکھتے ہیں۔

کس کس کا سماع سماک بن حرب کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔؟

سماك بن حرب إذا حدث عنه شعبه والثوري و ابو الاحوص فاحاديثهم عنه سليمة، وما كان عن شريك ابن عبدالله و حفص بن جميع و نظرائهم، ففي بعضها نكارة۔ (سوالات السلمی للدارقطنی ص ۱۸۹)

سماک بن حرب سے جب شعبہ، سفیان ثوری اور ابو الاحوص روایت کریں تو سماک سے ان کی احادیث سالم ہیں اور "سلیم" ہیں۔ اور سماک سے جو روایات شریک بن عبداللہ اور حفص بن جمیع ان جیسے لوگ روایت کریں تو ان میں سے بعض میں نکارت ہے۔ (انوار البدر ص ۲۸۷)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ سنابلی صاحب کے نزدیک سماک بن حرب کے اختلاط سے قبل روایت سالم اور سماک بن حرب کے اختلاط کے بعد روایات میں نکارت ہے۔

دوم: غیر مقلد سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ دیگر محدثین نے بھی اضطراب والی جرح خاص کر عکرمہ کی سند پر کی ہے۔ (انوار البدر ص ۲۸۴)

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

نیز سماک پر جس نوعیت کی جرح ہوئی ہے، اس کی تفصیل پیش کی جا چکی ہے کہ اس پر کی گئی جرح کا تعلق خاص عکرمہ والی سند پر ہے۔ اور یہی اقوال امام عقیلی اور ابن الجوزی نے بھی نقل کیے ہیں، لہذا ان اقوال میں علی الاطلاق تضعیف کی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ (انوار البدر ص ۲۸۸)

مذکورہ بالا عبارات سے دو اصول تو معلوم ہوئے۔

1- کفایت اللہ سنابلی صاحب کے نزدیک بھی سماک بن حرب کی خاص عکرمہ والی سند ضعیف ہے

2- سماک بن حرب سے اگر شعبہ، سفیان الثوری، ابو الاحوص روایت بیان کریں تو روایت سالم ہوگی وگرنہ شریک بن عبداللہ اور حفص بن جمیع جیسے لوگ روایت کریں تو وہ ضعیف ہوتی ہے۔

اب قارئین کے سامنے کفایت اللہ سنابلی صاحب کے پیش کردہ ۲۱ ضمنی اقوال کی حیثیت اور حقیقت پیش ہے۔

امام بخاری کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

عرض یہ ہے کہ آپ اپنی تحقیق کی طرف بھی توجہ دیں، آپ کو یہ اصول ترک رفع الیدین کے بارے میں سنن ابی داود کی ایک روایت جس میں" یزید بن اَبی زیاد القرشی الہاشمی" راوی ہے ،کیوں بھول جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر کے مطابق امام بخاری نے صحیح بخاری میں تعلیقا روایت لی ہے۔

"خت م 4- يزيد" بن أبي زياد القرشي الهاشمي أبو عبد الله مولاهم الكوفي۔ (تہذیب التہذیب، رقم ۶۳۰)

امام مسلم کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

آپ کو یہ اصول ترک رفع الیدین کے بارے میں سنن ابی داود کی ایک روایت جس میں یزید بن اَبی زیاد القرشی الہاشمی راوی ہے، کیوں یاد نہیں رہتا۔

حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔

(تہذیب التہذیب، رقم ۶۳۰)

حافظ ابن منجویہ نے رجال صحیح مسلم میں اسے صحیح مسلم کا راوی لکھا ہے۔ (رجال صحیح مسلم، رقم ۱۸۷۳)

امام ترمذی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی کی اپنی تسلیم کردہ جرح جو کہ سماک کی روایات عکرمہ سے ہیں، اس کے بارے میں امام ترمذی کا حکم ملاحظہ فرمالیجئے۔

حدثنا قتيبة حدثنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس۔۔۔قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح۔

(سنن ترمذی، رقم ۶۵)

حدثنا محمد بن عبد الأعلى حدثنا عبد غالرزاق عن الثوري عن

سماك عن عكرمة عن ابن عباس۔۔ قال ابو عيسى هذا حديث حسن۔ (سنن ترمذی، رقم ۱۴۷۵)

حدثنا عبد بن حميد حدثنا عبد العزيز بن أبي رزمة عن إسرائيل عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال۔۔۔ قال أبو عيسى هذا حديث حسن۔ (سنن ترمذی، رقم ۳۰۳۰)

کفایت اللہ سنابلی صاحب جس جرح کا اقرار اور اس کی وجہ سے راوی کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں، ان علتوں کے ہونے کے باوجود مسلکی حمایت میں ایسی روایت کو سماک بن حرب کی توثیق میں پیش کیا۔

امام ابن الجارود کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی کی اپنی تسلیم شدہ جرح سماک عن عکرمہ، اس کے بارے میں امام ابن الجارود کا حکم ملاحظہ فرمالیجئے۔

أخبرنا أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم الأذرعي ثنا أبو جعفر محمد بن الخضر بالرقة ثنا أبو سعيد محمد بن سعيد المروزي بطرسوس ثنا النضر بن شميل أبنا حماد بن سلمة عن سماك بن حرب عن عكرمة عن أبي هريرة۔ (فوائد تمام، رقم ۵۷۸)

أخبرنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بريد ثنا القاسم بن محمد الكوفي ثنا مخول بن إبراهيم ثنا إسرائيل عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس۔ (فوائد تمام، رقم ۷۳۳)

أخبرنا خيثمة بن سليمان ثنا أبو الفضل صالح بن محمد بن عبد الله الرازي البزاز ببغداد يعرف بجزرة الحافظ ثنا محمد بن عمر القصبي ثنا المفضل بن محمد النحوي ثنا سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس۔ (فوائد تمام، رقم ۱۴۹۱)

جب خود کفایت اللہ سنابلی صاحب کے تسلیم شدہ جرح سماک عن عکرمہ مضطرب اور ضعیف

ہوتی ہے،تو پھر سماک عن عکرمہ والی روایت کی تصحیح پیش کرنے کا مقصد کیا؟ ظاہر ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دینا مقصد ہے۔

امام ابن جریر طبری کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

ابن جریر طبری نے سماک عن عکرمہ سے روایت کی بھی تصحیح کی ہے مگر سماک عن عکرمہ کی سند پر جرح اور اس کے ضعف کا خود سنابلی صاحب کو بھی اقرار ہے،تو ہمارے خلاف اس حوالہ سے استدلال کیوں؟

حَدَّثَنَا أَبو كُرَيْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الجعْفِيَّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،---وَهَذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهُ۔ (تہذیب الآثار ۲/۷۹۹)

جب خود کفایت اللہ سنابلی صاحب کے تسلیم شدہ جرح سماک عن عکرمہ مضطرب اور ضعیف ہوتی ہے،تو پھر سماک عن عکرمہ والی روایت کی تصحیح پیش کرنے کا مقصد کیا؟

امام ابن خزیمہ کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

امام ابن خزیمہ نے تو سنابلی صاحب کی تسلیم کردہ جروحات کو بھی صحیح میں بیان کیا ہے۔سماک عن عکرمہ روایت کی بھی تصحیح کی ہے۔

جب خود کفایت اللہ سنابلی صاحب کے تسلیم شدہ جرح سماک عن عکرمہ مضطرب اور ضعیف ہوتی ہے،تو پھر سماک عن عکرمہ والی روایت کی تصحیح پیش کرنے کا مقصد کیا؟

نا أَحمدُ بْنُ المقْدَام الْعِجْلِيُّ، وَمحمَّدُ بْنُ يحيَى الْقُطَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، نا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔
(صحیح ابن خزیمہ، رقم ۹۱)

نا أَبُو مُوسَى محمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى---حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَحَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبرنَا ابْنُ الْمبَارَكِ، أَخْبرنَا سُفْيَانُ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۰۹)

نا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَزَارِيُّ، أَخْبرنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۴۳۲)

نا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ - الْمتَّهَمُ فِي رَأْيِهِ الثِّقَةُ فِي حَدِيثِهِ - ثنا عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ، وَالْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۴۹۷)

نا محمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ، نا أَبُو أُسَامَةَ، ثنا زَائِدَةُ، نا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۹۲۳)

ابو علی الطوسی کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

محدث طوسی سے سماک کی تصحیح دکھا کر کفایت اللہ سنابلی عوام الناس سے اپنی تسلیم کردہ جروحات کو دھوکہ و بد دیانتی سے عوام الناس کے سامنے پیش نہیں کیا۔سماک عن عکرمہ کی سند اور سماک سے اختلاط کے بعد راوی کا بیان کرنا،تو کفایت اللہ سنابلی صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

نَا الحسَيْنُ بْنُ الجنَيْدِ الدَّامَغَانِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ الدَّشْتَكِيُّ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ----وَحَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
(مستخرج الطوسی، رقم ۲۸۳_۱۵۱)

مذکورہ رویات میں سماک سے روایت بیان کرنے والا راوی عمرو بن ابی قیس ہے جبکہ کفایت اللہ سنابلی صاحب تو شعبہ اور سفیان جیسے راویوں کو قبل از اختلاط روایت کرنے والے شاگرد تسلیم کرتے ہیں۔

---وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ-رَوَاهُ سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ (مستخرج الطوسی، رقم ۶۳۱-۸)

154

امام ابوعوانہ الاسفرائنی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے جو مستخرج ابوعوانہ کی روایت کو تصحیح میں پیش کیا وہ ملاحظہ کیجئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ السِّجْزِيُّ قَالَ :ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ :ثَنَا خَالِدُ بْنُ الحارِثِ قَالَ :ثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ۔ (مستخرج أبي عوانہ ۱/ ۳۸۱، رقم ۱۳۸۰)

جب سماک بن حرب سے رویات بیان کرنے والا راوی حاتم بن ابی صغیرۃ ہے، جو کفایت اللہ سنابلی صاحب کے نزدیک قبل از اختلاط روایت کرنے والے شاگردوں میں نہیں، تو یہ روایت سنابلی صاحب کے اپنے بیان کردہ اصول کے تحت ضعیف ہے تو اس کو توثیقی اقوال میں نقل کیوں کیا گیا؟

امام ابن حبان کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف تسلیم کرتے ہیں جبکہ اسی سند کی تصحیح کردہ روایت کو محدثین کرام سے پیش کر کے مسلکی حمایت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْقُطَيْعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔
(صحیح ابن حبان، رقم ۲۹۹)

أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ الْبَزَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔
(صحیح ابن حبان، رقم ۱۱۶۲)

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ۔ (صحیح ابن حبان، رقم ۱۳۸۹)

سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف و مضطرب سمجھتے ہیں جبکہ ابن حبان کی پیش کردہ توثیق روایات کی سند میں سماک عن عکرمہ ہی ہے۔

امام دارقطنی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

سماک عن عکرمہ کی روایت کو سنابلی صاحب خود ضعیف مانتے ہیں مگر مسلکی حمایت میں امام دارقطنی کی تصحیح کو قبول کرتے ہوئے پیش بھی کیا۔

امام دارقطنی کی پیش کردہ روایات میں سماک عن عکرمہ کی سند ملاحظہ کیجئے۔

حدثنا أبو بكر النيسابوري وإبراهيم بن محمد بن بطحاء وآخرون قالوا نا حماد بن الحسن بن عنبسة ثنا أبو داود ثنا سليمان بن معاذ الضبي عن سماك بن حرب عن عكرمة قال قالت عائشة۔۔۔هذا إسناد حسن صحيح۔ (سنن دارقطنی، رقم ۱۸)

امام دارقطنی اس روایت میں سماک عن عکرمہ کی سند کی توثیق کر رہے ہیں جبکہ خود کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی سند کے تضعیف کے قائل ہیں۔ کیا یہ عوام الناس کو دھوکا دینا نہیں؟

امام حاکم کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

سماک عن عکرمہ کی روایت کو سنابلی صاحب خود ضعیف مانتے ہیں مگر مسلکی حمایت میں امام حاکم کی ان روایات کی تصحیح بھی پیش کی، شاید ان لوگوں کے نزدیک تحقیق یہ ہی ہے۔

امام حاکم کی پیش کردہ روایات میں سماک عن عکرمہ کی سند ملاحظہ کیجئے۔

حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ محمَّدُ بْنُ أَحمدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحمدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، وَحدثنا أَبُو عَلِيٍ الحسَيْنُ بْنُ عَلِيٍ الحافِظُ، أَنْبَأَ محمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا محمَّدُ بْنُ يحيَى الْقَطِيعِيُّ، وَحَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَجَلِيُّ، ثنا أَحمدُ بْنُ المقْدَامِ، قَالُوا: ثنا محمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ---قَدِ احْتَجَّ الْبُخَارِيُّ بِأَحَادِيثِ عِكْرِمَةَ، وَاحْتَجَّ مُسْلِمٌ بِأَحَادِيثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ فِي الطَّهَارَةِ۔

(مستدرک حاکم، رقم ۵۶۵)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ الْأَزْدِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا زَائِدَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ----»وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ مُتَدَاوَلٌ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

(1104- صحيح۔التعليق- من تلخيص الذهبي)

(مستدرک حاکم، رقم ۱۱۰۴)

فَأَخْبَرَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْعَنَزِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الدَّارِمِيِّ، ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،۔الحديثُ صَحِيحٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"۔

(مستدرک حاکم، رقم ۱۵۴۶)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيٍّ الْبَزَّازُ إِمْلَاءً بِبَغْدَادَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا زَائِدَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا---هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ بَيْنَ الشَّيْخَيْنِ۔ (مستدرک حاکم، رقم ۱۷۹۵)

امام حاکم نے جتنی روایات کی تصحیح کی ان کی اسانید سماک عن عکرمہ کے طریق سے ہے۔جبکہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی تضعیف خود کر چکے ہیں،اس لیے یہ دھوکا نہیں چلے گا۔

امام ابونعیم کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

امام ابونعیم کی روایات کو سنابلی صاحب نے توثیق کے ضمن میں پیش کیا،مگر کفایت اللہ سنابلی صاحب کو خود یہ تسلیم ہے کہ سماک بن حرب سے اختلاط کے بعد روایت ضعیف ہوتی ہے۔

محدث ابونعیم کی وہ روایت ملاحظہ کریں جس کو سنابلی صاحب خود ضعیف مانتے ہیں مگر

مسلک کی حمایت میں عوام کو دھوکا دیتے ہوئے توثیق اقوال کے ضمن میں پیش کی۔

حدثنا محمد بن جعفر ثنا الفريابي ثنا عبد الله بن محمد النفيلي ثنا زهير بن معاوية ثنا سماك بن حرب۔

(المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، رقم ۹۷۱)

حدثنا أبو بكر الطلحي ثنا عبيد بن غنام ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا حسين بن علي عن زائدة عن سماك عن جابر بن سمرة۔

(المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، رقم ۱۰۱۵)

جس سند کو خود کفایت اللہ سنابلی صاحب ضعیف مانتے ہیں اسی سند کی تصحیح کو مسلکی حمایت میں پیش کر دیا۔یہ کیسا مسلکی تعصب ہے کہ اپنے اصولوں کے خلاف ہی استدلال پیش کیا گیا۔

ابن عبدالبر کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

سنابلی صاحب نے مسلکی حمایت میں ابن عبدالبر سے سماک عن عکرمہ کی روایت کو حسن کہنا پیش کیا مگر موصوف خود ہی سماک عن عکرمہ کی سند والی روایت کے تضعیف کے قائل ہیں۔

وَلَيْسَ فِي هَذَا الْبَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ الْحَسَنِ الْإِسْنَادِ إِلَّا حَدِيثٌ رَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ---

(التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ۱۲/ ۱۹)

جب کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں تو ابن عبدالبر کی تصحیح کو مسلکی حمایت میں پیش کرنا دھوکا و فریب ثابت ہوا۔

امام طاہر القیسرانی کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

امام طاہر القیسرانی نے سماک عن عکرمہ کی رویت اور سماک کے حافظہ خراب ہونے کے بعد شریک سے روایت کو ذخیرۃ الحافظ میں اسنادہ جید لکھا ہے جبکہ کفایت اللہ سنابلی صاحب ان دونوں علتوں کی وجہ سے سماک کی روایات کے تضعیف کے دعویدار ہیں۔امام طاہر المقدسی کی پیش کردہ سند ملاحظہ کریں۔

حَدِيث :إِذا أَرَادَ أحدكُم أَن يَبِيع عقاره؛ فليعرضه على جَاره. رَوَاهُ شريك:عَن سماك، عَن عِكْرِمَة، عَن ابْن عَبَّاس. وَهَذَا إِسْنَاد جيد. (ذخيرة الحفاظ، رقم ۱۸۵)

کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں تو اس توثیق کو پیش کرنے کا کیا مقصد؟

امام بغوی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

امام بغوی نے بھی سماک بن حرب کی عکرمہ سے روایت کی امام ترمذی سے تصحیح نقل کی ہے مگر حیرانگی یہ ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب تو سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف مانتے ہیں۔

امام بغوی کی پیش کردہ روایت ملاحظہ کریں۔

أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المليحي، أنا أبو محمد عبد الرحمن ابن أبي شريح، أخبرنا أبو القاسم البغوي، نا علي بن الجعد، أنا شريك، عن سماك بن حرب، عن عكرمة، عن ابن عباس۔

(شرح السنۃ للامام البغوی ۲/ ۲۷ رقم ۲۵۹)

کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں اور شریک عن سماک کی روایت میں نکارت کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو ایسی روایات جو کہ خود سنابلی صاحب کے نزدیک ضعیف ہیں ان کی توثیق پیش کر کے عوام الناس کو دھوکا کیوں دیا؟

امام جورقانی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

امام جورقانی نے سماک عن عکرمہ سے روایت کو حدیث حسن اور حدیث صحیح کہا ہے۔ جبکہ کفایت اللہ سنابلی خود سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف تسلیم کرتے ہیں۔

امام جورقانی کی پیش کردہ رویات پیش خدمت ہیں۔

أَخْبرنَا أَبُو عَلِيٍّ، إِجَازَةً، أَخْبرنَا أَبُو نُعَيْم، حَدَّثَنَا الطَّبَرانِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ

156

سِماكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ----هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ----

امام جورقانی نے دوسری روایت نقل کی۔

أَخْبرنَا أَحمدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبرنَا قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ سِماكٍ، قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ يَعْنِي---- .هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ عَنْ سِماكِ بْنِ حَرْبٍ أَبُو الْأَحْوَصِ۔ (الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير، رقم ۴۳۶)

سنابلی صاحب جس سند سماک عن عکرمہ کو خود ضعیف مانتے ہیں مسلکی تعصب میں اہل سنت کے خلاف ہی پیش کر رہے ہیں۔

امام ضیاء المقدسی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

امام ضیاء المقدسی نے اپنی کتاب میں سماک کی اختلاط کے بعد والے شاگرد اور سماک عن عکرمہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ ان دونوں علتوں کو کفایت اللہ سنابلی صاحب ضعیف تسلیم کرتے ہیں۔

امام ضیاء المقدسی کی مروی روایات پیش خدمت ہے۔

أَخْبرنَا محمَّدُ بْنُ أَحمدَ بْنِ نَصرٍ أَنَّ فَاطِمَة بنت عبد الله أَخْبرتهم أبنا محمَّد بن عبد الله أبنا سُلَيْمانُ بْنُ أَحمدَ الطَّبَرانِيُّ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يحيَى السَّاجِيُّ ثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا حمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِماكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الحضْرَمِيِّ----إِسْنَاده صَحِيح۔

(أحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة ج ۱۲/ ۱۴ رقم ۱۱۹)

وَأبنا أَبُو المجْدِ زَاهِرُ بْنُ أَحمدَ الثَّقَفِيُّ، أَنَّ الحسَيْنَ الخلالَ أَخْبرهُمْ، أنبا إِبْرَاهِيمُ، أنبا محمَّدٌ، أنبا أَبُو يَعْلَى المَوْصِلِيُّ، ثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، ثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِماكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاس۔

(أحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة ۱۲/ ۱۴)

کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں۔ اور ان

روایات کو احناف کے خلاف پیش کر کے سماک بن حرب کی توثیق ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

امام نووی کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے جو امام نووی کی توثیق کا حوالہ پیش کیا ہے، اب انھیں چاہیے کہ وہ مسلکی تعصب ترک کر دیں اور امام نووی کا مذکورہ جرح بھی مان لیں۔

امام نووی بھی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

وفی رواته سماك، وإذا تفرد بأصل لم يكن حجة اللغة.

(مجموعہ شرح المھذب ۲۰/ ۱۴۴)

سماک جب کسی روایت میں تفرد کرے تو ان سے حجت نہیں قائم کی جا سکتی۔

معلوم ہوا کہ امام نووی بھی سماک بن حرب کی منفرد روایت ماننے کے قائل نہیں۔ اس لیے مطلقا توثیق کے اقوال بھی کفایت اللہ سنابلی صاحب کو موقف ثابت نہیں کرتے۔

امام ابن سید الناس کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

امام ابن سید الناس کا جو حوالہ کفایت اللہ سنابلی صاحب نے پیش کیا، اس میں ابن سید الناس نے سماک عن عکرمہ کی روایت پر اعتماد کیا ہے جبکہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

ابن سید الناس کی پیش کردہ روایت ملاحظہ کریں۔

حدثنا قتيبة ثنا أبو الأحوص، عن سماك بن حرب، عن عكرمة، عن ابن عباس۔ (النفح الشذی شرح الترمذی ۲/ ۶۶)

خود کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں مگر احناف کے خلاف اس توثیق کو پیش کیا۔ کیا یہ مسلکی تعصب میں غلو نہیں؟

ابن عبد الہادی کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے ابن الھادی کا حوالے سے سماک بن حرب کی توثیق پیش کی

مگر یہ بات قابل غور ہے کہ ابن عبد الھادی نے سماک بن حرب عن عکرمہ کی روایت کی امام ترمذی سے تصحیح نقل کر کے اعتماد کیا ہے مگر خود کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی سند کو ضعیف مانتے ہیں۔

ابن الھادی نے جو روایت نقل کی وہ ملاحظہ کریں۔

قال أحمد: وثنا هاشم بن القاسم ثنا شريك عن سماك عن عكرمة عن ابن عبّاس۔۔۔ قال الترمذيُّ هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

(تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق، رقم ۳۳)

کفایت اللہ سنابلی صاحب سماک عن عکرمہ کی روایت کو ضعیف مانتے ہیں اور شریک عن سماک کی سند کی نکارت کو تسلیم کیا مگر ان دونوں تسلیم کردہ علتوں کا ابن الھادی کی روایت میں ہونے کے باوجود ابن الھادی کی توثیق کو مسلکی حمایت میں پیش کیا۔

امام ذہبی کی ضمنی توثیق کا تحقیقی جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے علامہ ذہبی سے جو سماک کی روایت کی تصحیح نقل کی پہلے وہ ملاحظہ کر لیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ محمَّدُ بْنُ أَحمدَ بْنِ بَالَوَيْهِ ثنا محمَّدُ بْنُ أَحمدَ بْنِ النَّضْرِ الْأَزْدِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا زَائِدَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔۔۔ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ مُتَدَاوَلٌ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ، وَلَمْ يخرّجاهُ۔ (المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۴۳۷، رقم ۱۱۰۴)

(1104- صحيح۔ التعليق- من تلخيص الذهبي)

امام ذہبی نے سماک بن حرب عن عکرمہ کی سند کی تصحیح کی مگر کفایت اللہ سنابلی صاحب تو سماک عن عکرمہ کی سند کے تضعیف کے قائل ہیں۔ جب کفایت اللہ سنابلی صاحب کے نزدیک سماک عن عکرمہ کی سند میں ضعف و اضطراب ہوتا ہے تو ایسی روایات کی محدثین کرام سے تصحیح نقل کرنے کا کیا مقصد؟

امام ہیثمی کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

158

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے امام ہیثمی سے سماک بن حرب کی تصحیح نقل کی وہ ملاحظہ کریں۔

وَعَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ الْأَزْهَرِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ:۔۔۔رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مجمع الزوائد رقم ۲۱۵۸)

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے محدث ہیثمی کی توثیق تو پیش کی مگر طبرانی الکبیر کی رویات کی سند کو عوام الناس کے سامنے پیش نہیں کیا۔ امام طبرانی نے جو سند نقل کی وہ ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا أَبُو كُرَيْبٍ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ الْأَزْهَرِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: تَزَوَّجَ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ۔

(المعجم الکبیر 3324)

علامہ ہیثمی نے معجم الکبیر الطبرانی کی جس روایت کی تحسین کی اس روایت کی سند میں سماک سے روایت کرنے والے راوی الازہر ہیں، جبکہ کفایت اللہ سنابلی صاحب شعبہ، سفیان الثوری اور ابن الاحوص کے علاوہ کسی دوسرے شاگرد کی رویات کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

جب موصوف خود ہی ایک سند کو ضعیف سمجھتے ہیں تو اس کی توثیق پیش کرنے سے کیا ہوگا؟

حافظ ابن حجر کی ضمنی توثیق کا تحقیق جائزہ:

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے حافظ ابن حجر سے سماک کی توثیق نقل کی ہے مگر ابن حجر عسقلانی نے جس روایت کی توثیق نقل کی سنابلی صاحب نے وہ روایت ہی نہیں لکھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس روایت کی تصحیح کی وہ ملاحظہ کریں۔

وَصَلَهُ الطَّبَرِيُّ عَنْ هَنَّادِ بْنِ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى۔۔۔۔ وَبِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ۔ (فتح الباری ۱۳/ ۴۹۴)

مذکورہ حوالہ میں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی نے سماک عن عکرمہ کی سند سے ایسی روایت کی تصحیح

کی جس کی دیگر اسانید بھی حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیں ہیں۔ مزید یہ کہ ابن حجر عسقلانی نے جس روایت کی تصحیح کی وہ تو سماک عن عکرمہ کی سند سے ہے اور کفایت اللہ سنابلی صاحب خود سماک عن عکرمہ کی خاص سند کو ضعیف مان چکے ہیں۔ اس لیے ابن حجر عسقلانی کی توثیق کو پیش کرنے کا کیا مقصد؟

قارئین کرام، سنابلی صاحب کے ایک دوسرے رخ کو ملاحظہ کریں۔ سنابلی صاحب اپنی کتاب انوار البدر میں تقریب التہذیب 2624 کی ابن حجر عسقلانی کی جرح کے بارے میں انوار البدر ص ۳۰۳ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"حافظ ابن حجر نے جو کچھ تقریب میں کہا ہے اس کا تعلق عکرمہ والی سند یا اختلاط سے ہے۔"

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے ابن حجر عسقلانی کی جرح کو سماک عن عکرمہ یا اختلاط پر محمول کیا جبکہ خود ابن حجر عسقلانی کی توثیق جو فتح الباری ۱۳/ ۴۹۴ سے موصوف سنابلی صاحب نے نقل کی اگر اس کی سند ملاحظہ کریں تو وہ بھی سماک عن عکرمہ کی سند سے ہی ہے۔

اب اس کو کفایت اللہ سنابلی صاحب کی جہالت کہیں یا دھوکا؟

نتیجہ:۔

اس مذکوہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب نے سماک بن حرب کے بارے میں جو ضمنی توثیق پیش کیں ہیں، زیادہ تر حوالہ جات میں تصحیح تو سماک عن عکرمہ کی سند والی روایات کی ہیں جو کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہیں۔

عجب کمال تحقیق ہے کہ جو علت سماک بن حرب عن عکرمہ کی سند کے ضعف کی وجہ ہے اور سنابلی صاحب اپنی کتاب میں شور مچا مچا کر اس علت کا اثبات کرتے ہیں، اسی علت سماک عن عکرمہ کی توثیق والے حوالہ جات کو اہل سنت کے خلاف پیش کرنا مسلکی حمایت ہے یا پھر دھوکا و فریب۔

اللہ حق بات کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قبیصہ بن ھلبؓ کی ثقاہت [الزامی جواب]

اس حدیث میں قبیصہ بن ھلبؓ کو زبیر علیزئی غیر مقلد نے اپنی کتاب صفحہ ۱۵ پر معروف و ثقہ ثابت کرنے کی مندرجہ ذیل محدثین سے کوشش کی ہے۔

(۱) امام عجلی نے کہا ثقہ ہے۔ (الثقات للعجلی ج ۲ ص ۲۱۴)
(۲) ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار کیا۔ (تہذیب التھذیب ۸ / ۳۱۴)
(۳) امام ترمذی نے اسکی ایک حدیث کو حسن کہا۔ (سنن ترمذی رقم ۲۵۲)
(۴) امام ابوداؤد نے اسکی حدیث پر سکوت کیا۔ (سنن ابی داؤد رقم ۳۷۸۴)

اضافہ:

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب نے قبیصہ بن ھلب کی توثیق کے لیے مزید چند حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ (انوار البدر ص ۲۲۵، اشاعت چہارم)

(۵) ابوعلی ابن منصور الطوسی (مستخرج الطوسی ج ۲ ص ۱۷۶)
(۶) امام ابن عبدالبر (الاستیعاب ج ۴ ص ۱۵۴۹)
(۷) امام محمد البغوی (شرح السنۃ ج ۳ ص ۳۱)

جواب:

عرض یہ ہے کہ ان تمام حوالہ جات میں تقریباً ۵ توضمنی توثیق ہیں۔ اور خود کفایت اللہ سنابلی صاحب ضمنی توثیق کے بارے میں جو موقف رکھتے ہیں، وہ ملاحظہ کریں "ضمنی توثیق سے ہماری مراد یہ ہے کہ محدثین کسی حدیث کی سند کی تصحیح یا تحسین کریں تو یہ ان محدثین کی طرف سے اس سند کے تمام رواۃ کی توثیق ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ضعیف راوی پر مشتمل سند کو محدثین شواہد یا متابعات کی وجہ سے صحیح یا حسن کہیں یا صحیح و حسن کہنے میں کسی سے تساہل بھی ہوسکتا ہے۔ اس لیے جہاں اس طرح کے اشارے مل جائیں وہاں ہم اس طرح کی توثیق کو حجت نہیں سمجھتے۔ (انوار البدر ص ۵۷، اشاعت چہارم)

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب کی اپنی تحقیق قارئین کرام کے سامنے ہے، نتیجہ اخذ کرنا

پڑھنے والے یا تحقیق کرنے والے پر ہے۔ مگر یہ بات تحقیق کے میدان میں کچھ وقعت نہیں رکھتی کہ اپنے موقف پر مبنی روایات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ان باتوں کا مانا جائے اور دوسروں کے موقف پر مبنی روایات کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے ان باتوں کا انکار کر دیا جائے۔

امام عجلیؒ کی توثیق کا جواب:

زبیر علیزئی غیر مقلد صفحہ ۱۵ پر قبیصہ بن ھلب کی توثیق پر امام عجلی کا حوالہ دیا۔

(i) مگر زبیر علیزئی غیر مقلد کے ہم مسلک عالم جناب غازی عزیز صاحب امام عجلی کی توثیق کے بارے میں لکھتے ہیں "مثال کے طور پر امام عجلی اور امام حبان (توثیق المجھولین کے معاملہ میں) بہت زیادہ مسائل ہیں۔

(ضعیف احادیث کی معرفت اور انکی شرعی حیثیت صفحہ ۴۸۔۴۷)

(ii) زبیر علیزئی غیر مقلد صاحب کے ہم مسلک حافظ عبدالمنان صاحب ایک راوی عبداللہ بن قیس القیسی کو مجھول کہتے ہیں۔ (تعداد تراویح صفحہ ۱۰۲) جبکہ عبداللہ بن قیس القیسی کو امام عجلی نے تاریخ الثقات صفحہ ۲۷۲ پر ثقہ لکھا ہے۔ مناسب ہے کہ پہلے غیر مقلدین حضرات اپنے اصولوں کو مقرر کرلیں لہٰذا غیر مقلدین علماء کے اصولوں کے مطابق امام عجلی مجھولین کی توثیق میں متساہل ہیں۔ امام عجلی کے بارے میں دوسرے ظاہری و سلفی علماء امام عجلی کی توثیق کے بارے میں تقریباً یہی لکھتے ہیں۔

(۱) کتاب التنکیل ۱ / ۱۶۶ شیخ عبدالرحمن معلمی
(۲) تعلیق الشیخ الیمانی علی فوائد المجموعہ صفحہ ۱۰۷ شیخ عبدالرحمن معلمی
(۳) انوار المکاشفہ صفحہ ۶۱ شیخ عبدالرحمن معلمی
(۴) احادیث ضعیفہ والموضوعہ ۶ / ۱۳ ناصر الدین البانی

اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ غیر مقلدین حضرات عبدالرحمن معلمی کو ذہبی زماں مانتے ہیں اور خود زبیر علی زئی ان کے بڑے ماننے والے ہیں۔ جب عبدالرحمن معلمی کا قلم امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف چلا تو غیر مقلدین حضرات نے اس کی تعریف کے پل باندھنے میں کوئی کثر نہ چھوڑی جبکہ اس برعکس اس موضوع پر معلمی کے موقف کو غیر مقلدین حضرات ماننے ہیں یا رد کرتے ہیں

یہ دیکھنے سے تعلق رکھے گا۔

مزید یہ کہ خود ان کے ہم مسلک [شاگرد] ابوخرم شہزاد غیر مقلد نے اپنی کتاب اصول حدیث و اصول تخریج ص ۳۴۵ پر ان کا رد بلیغ کیا ہے۔ اور مثالوں سے ارشاد الحق اثری کا بھی امام عجلی کی توثیق ماننے کا جواب لکھا ہے۔ اس لیے خود غیر مقلدین جن باتوں کا حجت نہیں مانتے تو ہمارے خلاف ایسے حوالہ دینے کا فائدہ۔ پہلے اپنے محققین کو ان اصولوں کے طرف مائل کریں پھر جواب لکھیں۔

ابن حبان کی توثیق کا جواب:

زبیر علیزئی غیر مقلد خود امام ابن حبان کو توثیق کے معاملہ میں متساہل مانتے ہیں۔ جبکہ انکے مسلک جناب غازی عزیز صاحب لکھتے ہیں۔ ''مثال کے طور پر امام عجلی اور ابن حبان (توثیق المجہولین کے معاملہ میں) بہت زیادہ متساہل ہیں''۔

(ضعیف احادیث کی معرفت اور انکی شرعی حیثیت صفحہ ۴۷)

ابن حبان کی توثیق پر خود انکے شاگرد ابوخرم شہزاد غیر مقلد نے اپنی کتاب اصول حدیث و اصول تخریج ص ۳۵۰ پر انکا جواب دیا ہے۔

ابن حبان کی توثیق غیر مقلدین کے نزدیک غیر معتبر:

امام ابن حبان کا کسی راوی کو ثقات میں ذکر کرنا غیر مقلدین کے نزدیک معتبر بھی نہیں ہے

(۱) حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا ہے مگر ابن حبان کا تساہل مشہور ہے۔ (خیر الکلام صفحہ ۲۵۲)

(۲) مولانا عبد الرحمن مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں'' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابن حبان متساہل ہیں''۔ (تحقیق الکلام ۱/ ۷۷)

(۳) مولانا عبد الرؤف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں'' واضح رہے کہ ابن حبان کا اس ثقات میں ذکر کرنا معتبر نہیں کیونکہ وہ مجاہیل کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (القول المقبول صفحہ ۳۲۵)

(۴) مولانا ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں ابن حبان متساہل ہیں۔ (التوضیح الکلام ۲/ ۲۶۹)

(۵) البانی لکھتا ہے۔

''وانما وثقه ابن حبان وهو معروف بتساهله۔ (سلسلۃ احادیث ضعیفہ ۱/ ۴۶۶)

(۶) مولانا رفیق سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ابن حبان کی توثیق کو ائمہ رجال کچھ وقعت نہیں دیتے۔ (الاعتصام صفحہ ۱۸، ۹ ستمبر ۱۹۹۴)

(۷) زبیر علیزئی غیر مقلد کے اُستاد عبد المنان نور پوری صاحب لکھتے ہیں۔ مگر تصحیح میں ابن حبان اور ابن خزیمہ کا تساہل مشہور ہے۔ (تعداد تراویح صفحہ ۳۴)

جب خود علماء غیر مقلدین کو ابن حبان کی توثیق قابل قبول نہیں تو اس مسلئہ اور قبیصہ بن ھلب کی توثیق کے معاملے میں یہ تضاد کیوں؟

امام ترمذی کی توثیق کا جواب:

زبیر علیزئی غیر مقلد خود امام ترمذی کی توثیق کے قائل نہیں ہیں زبیر علیزئی غیر مقلد اپنی کتاب صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔ ''اس لئے بقول حافظ ذہبی'' علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے''

(میزان الاعتدال ۳/ ۴۰۷)

اس لیے امام ترمذی کا قول پیش کرنا زبیر علیزئی غیر مقلد کا تضاد ظاہر کرتا ہے۔

امام ابوداؤد کا سکوت اور توثیق کا جواب

امام ابو داود کے سکوت سے توثیق مراد لینے کے تو یہ غیر مقلدین سخت مخالف ہیں مگر جب اپنا مسلک ثابت کرنا ہو تو اس مخالفت کے باوجود بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ایسے اقوال سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ غالی غیر مقلد زبیر علیزئی بھی اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام اور حکم ص ۱۵ پر امام ابو داود کا کسی حدیث پر سکوت کو حجت نہیں سمجھتا۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضرت ھلب الطائی رضی اللہ عنہ کی حدیث غیر مقلدین حضرات کے دعوی کے مطابق نہ ثابت ہوتی ہے اور نہ وہ دلیل بن سکتی ہے۔